وہابیوں کے مختصر عقائد و مسائل کا مجموعہ

تصنیفِ لطیف

شیخ الحدیث والقرآن حضرت علامہ فیض احمد صاحب اویسی مدظلہ العالی

مکتبہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور

# اعتذار

ہم دلی افسوس کا اظہار اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ کہ شیخ الحدیث والقرآن حضرت علامۃ الدہر فقیہہ العصر پیر طریقت عارفِ شریعت حضرت مولانا محمد فیض احمد صاحب اویسی دامت برکاتہم نے اپنی بے انتہا معروفیات کے باوجود گذشتہ سال بہت عرق ریزی اور شبانہ روز محنت سے یہ انتہائی معلومات افزا فیضی رسالہ مرتب فرمایا اور کتابت ہو جانے کے باوجود ہم اسے شائع کرنے کی سعادت سے محروم رہے۔ جس سے یقیناً حضرت علامہ کو بھی رنج پہنچا۔ بہر حال اس تاخیر پر قلبی معذرت کے ساتھ یہ تحفہ پیشِ قارئین ہے۔

والعذر عند الکرام مقبول

عاجز محمد دلاور حسین اویسی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔ اَلْمَلِکِ الْحَقِّ الْمُبِیْنِ۔ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی حَبِیْبِہٖ سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ رَحْمَۃً لِّلْعَالَمِیْنَ خَاتَمِ النَّبِیِّیْنَ وَعَلٰی آلِہٖ الطَّیِّبِیْنَ وَاَصْحَابِہِ الطَّاہِرِیْنَ وَعَلٰی اَوْلِیَاءِ مِلَّۃِ الْکَامِلِیْنَ وَعُلَمَاءِ مِلَّۃِ الصَّالِحِیْنَ۔

**اَمَّا بَعْدُ** چند سالوں سے غیر مقلدین چند فروعی مسائل پر اہلسنت کو چیلنج در چیلنج اور ساتھ انعامی اشتہارات سے پریشان کر رہے ہیں۔ بارہا ان مسائل پر ہم انہیں دندان شکن جواب دے چکے ہیں۔ لیکن مُلّا آں باشد کہ چپ نہ شود۔ کی لاعلاج بیماری سے بیچارے مجبور ہیں۔ ہماری عادت ہے کہ ہم کسی کو خوہ مخواہ چھیڑتے نہیں لیکن جب گلے پڑ جائے تو پھر ہم چھوڑتے نہیں۔ فقیر کے ہاں پاکستان کے ہر کونے سے غیر مقلدین کے اشتہارات اور پمفلٹ کے بنڈل موصول ہوئے اور ان میں جوابات کے تقاضے در تقاضے بوجہ عدیم الفرصتی چند ماہ خاموش رہا لیکن بعد کو ان کے خطوط اور پیغامات نے مجبور کر دیا عزیزم فاضل محترم مولانا محمد دلاور چشتی اویسی گوجرانوالہ۔ خدا بھلا کرے کہ انہوں نے ان کے متعلق کچھ لکھنے کے بعد اشاعت کا بوجھ اٹھایا۔ فی الحال یہ چند سطور اس جماعت کی تعارفی تقریب ہے۔ اگر ان سطور سے ان کا گھر پورا ہو گیا تو الحمد للہ ورنہ پھر ایک ضخیم کتاب فقیر نے پہلے تیار کر رکھی ہے بنام شتر بے مہار۔ منظر عام پر آئیگی۔ انشاء اللہ

وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَاِلَیْہِ اُنِیْبُ۔ وَصَلَّی اللّٰہُ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ۔

(اویسی۔ رضوی غفرلہٗ بہاول پور ۳۔ شعبان ۱۴۰۵۔ پاکستان)
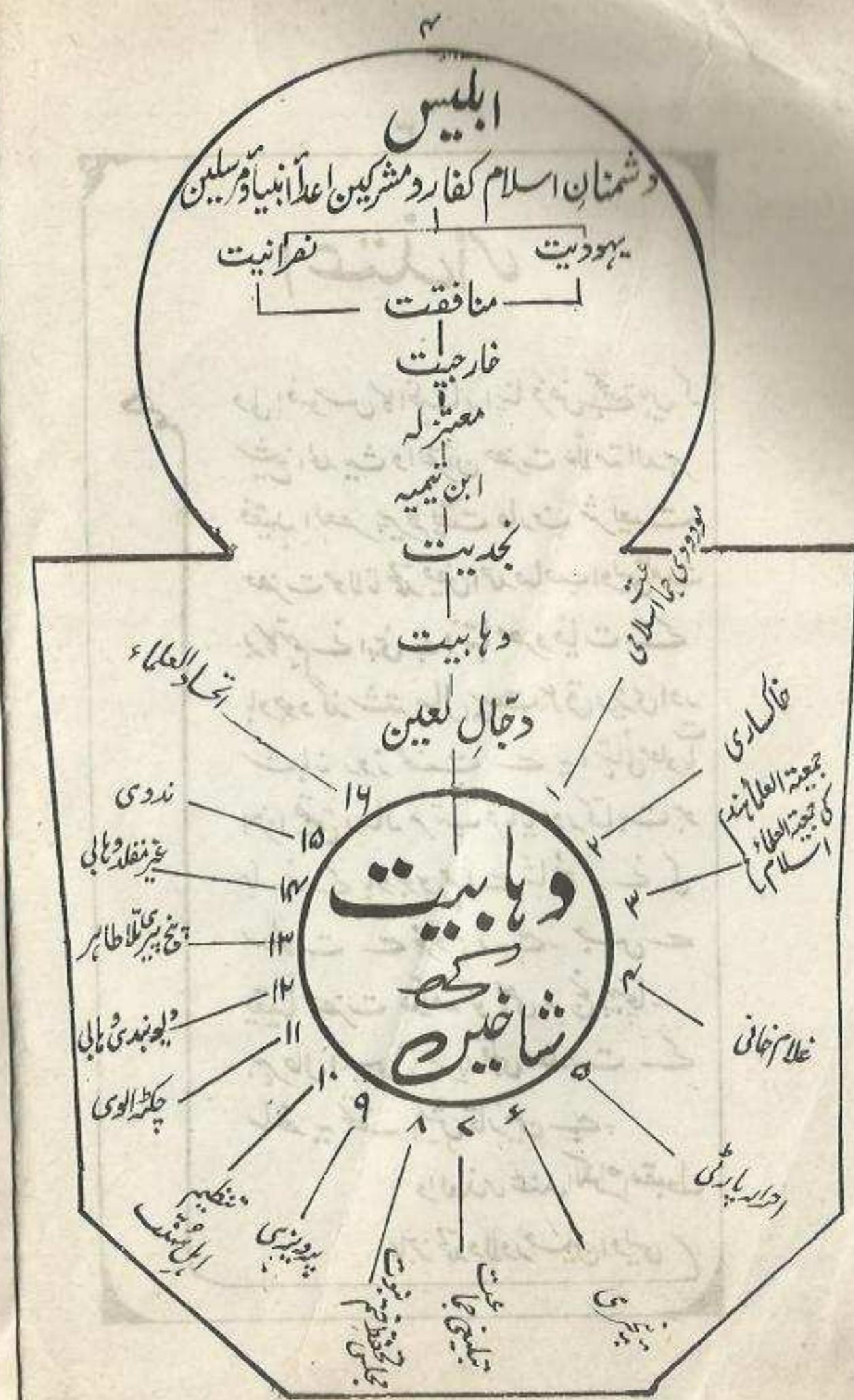
# مقدمہ

## تعارف وہابی۔

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب رحؒ[1] "سیف چشتیائی" مطبوعہ روز بازار ص۹۸ کے بعد ا۔ ب۔ ج میں تحریر فرماتے ہیں کہ۔

مولوی محمد حیدر اللہ خانصاحب درآنی المجددی النقشبندی اپنی کتاب "درۃ الدرانی" میں لکھتے ہیں:" مورخ بلطرون جغرافیہ عمومیہ مطبوعہ مصر کی تیسری جلد معربہ رفاعہ بک ناظر مدرستہ الالسن میں لکھتا ہے کہ محمد بن عبدالوہاب کے متعلق تمام عرب میں اور بالخصوص یمن میں یہ قصہ مشہور ہے کہ ایک شخص غریب الحال سلیمان نامی جو چرواہا تھا۔ اس نے خواب میں دیکھا کہ آگ کا ایک شعلہ اس کے بدن سے جدا ہو کر زمین میں پھیل گیا اور جو اس کے سامنے آتا ہے اس کو جلا دیتا ہے یہ خواب اس نے معبرین سے بیان کیا جو ایسے خوابوں کی تعبیر جانتے تھے۔ انہوں نے اس خواب کی تعبیر یہ دی کہ اس کی اولاد میں ایک لڑکا ایسا ہو گا۔ جو بڑی طاقت اور دولت پا دیگا۔ آخرکار اس خواب کا تحقق سلیمان کے پوتے محمد بن عبدالوہاب کے وجود سے ہو گیا یعنی اس نے ۹٦ سال کی عمر پائی اور ابتدا گو اس نے شیخ محمد سلیمان کُردی شافعی اور شیخ حیات سندھی حنفی رحمۃ اللہ علیہما سے علم حاصل کیا لیکن یہ ہر دو بزرگ اپنے نور فراست سے کہا کرتے تھے کہ یہ (محمد بن عبدالوہاب) ملحد ہو گا اور بظاہر اس کا شغل بھی اسی قسم کا تھا کہ اکثر مسیلمہ کذاب اور اسود النسی اور طلیحہ اسدی وغیرہ کے حالات کا مطالعہ کیا کرتا۔ جنہوں نے اس کے قبل نبوت کا دعویٰ کیا اور خدا کی قدرت ہے اس کو پورے طور سے کسی علم دفن میں آگاہی

[1] حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس تحریر پر وہابیوں نے ان کو بیتھ



نہ ہوئی اور اسی واسطے علماء وقت کی رد و قدح نے اس کو جواب دینے کی قدرت نہ دی جب کہ ۱۱۴۳ھ میں اس نے علمائے مدینہ طیبہ سے مقابلہ کرنا چاہا۔ بلطرون لکھتا ہے کہ یہ شخص بوجہ اپنے دادا کے خواب کے لوگوں کی نظروں میں محترم رہا اور اپنے عقائد کے ظاہر کرنے سے اول اوس نے اپنے اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی نسل سے ہونا ظاہر کیا اور کہا کہ اس کا نام بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسم مبارک کی شل محمد ہے۔ گویا آنحضرتؐ کے ہمنام ہونے کا شرف رکھتا ہے۔ پھر اس نے چند اصول عقائد مرتب کئے کہ فقط قرآن کریم کی اتباع واجب ہے نہ ان فروعات کی جو اس سے مستنبط ہیں اور محمد اگرچہ اللہ کا رسول اور دوست ہے لیکن ان کی مدح اور تعظیم کرنا لائق۔ کیونکہ مدح و تعظیم صرف خدائے قدیم کے لیئے شایاں ہے۔ لہٰذا کسی غیر کی مدح اور تعظیم من قبیل شرک ہے اور چونکہ لوگوں کا ایسا شرک کرنا اللہ تعالیٰ کو پسند نہ آیا۔ لہٰذا اس نے مجھے اپنی طرف سے بھیجا ہے تاکہ میں ان کو سیدھے راستے کی طرف راہنمائی کروں۔ پس جو کوئی مجھے قبول کرے گا وہ دوستوں میں سے ہے۔ اور جو کوئی میرا حکم نہ مانے گا وہ عذاب کا مستحق ہے اور اس کا قتل بلاشبہ واجب ہے۔

پھر مورخ بلطرون لکھتا ہے کہ یہ عقیدہ محمد بن عبدالوہاب نے پہلے پہل پوشیدہ ظاہر کیا اور چند لوگ اس کے متعلم ہو گئے۔ اور پھر ملک شام کی طرف چلا گیا لیکن وہاں اس کی کچھ بن نہ آئی اور آخرکار تین برس کے بعد بلاد عرب کی طرف واپس آیا اور مدینہ منورہ میں ۱۱۴۳ھ میں گیا لیکن وہاں کے علماء نے اسوقت اس کی خبر لی بالآخر ۱۱۵۰ھ میں نجد کے اطراف بدوی لوگوں میں اس کا فسوں اثر کر گیا۔ اور اسی اثناء میں ایک شخص ابن مسعود مسمی بہ اسم محمد جو قبیلہ نجد کا ایک مشہور پیر زادہ تھا اور جس کے عرب کے کئی قبائل اس کے خاندانی مرید اور مطیع تھے اس نے اپنی ایک مخفی آرزو کے لالچ سے کہ اس کی حکومت عاملانہ بصورت ریاست کسی طرح سے

بڑھے۔ اور اس نے اس مشہور خواب کے لحاظ سے کہ غالباً محمد بن عبد الوہاب بن سلیمان کا جادو
چل جائیگا اور اس کے مذہب کی تائید سے اس کا دلی ارادہ پورا ہو نکلے گا۔ اس نے محمد بن عبد الوہاب
کا مذہب قبول کر لیا۔ اور اس کے سارے مرید آبائی بھی اس کے ساتھ ہو لیے اور اس نے
مذہب وہابیہ کو اس قدر تقویت دی کہ اطراف واکناف کے اعراب اور بدوی آبادی
بھی اس کے مطیع ہو گئے۔ حتیٰ کہ ایک ریاست کی صورت نمایاں ہو گئی اور محمد بن عبد الوہاب
ان کا امام قرار پایا اور ابن مسعود اس کے لشکر کا سپہ سالار مقرر ہوا اور مدینہ درعیہ انہوں نے
اپنا دار السلطنت معین کیا اور رفتہ رفتہ ایک لاکھ بیس ہزار کی فوج باقاعدہ مرتب کر کے
اپنے ملک و دولت کی توسیع میں ساعی ہوا مگر حیات نے وفا نہ کی اور وہ اپنے ارادوں میں
کامیاب نہ ہوا حتیٰ کہ ابن مسعود کا بیٹا عبد العزیز اس کا جانشین ہوا جو کہ شجاعت و ہمت
میں اپنے باپ سے بڑھ کر نکلا اور محمد بن عبد الوہاب کے اعتقاد اور قواعد کے مطابق دعوت
دینِ وہابیہ بزورِ شمشیر شروع کر دی پس جب عرب کے کسی قبیلہ کو اپنا مطیع بنانا چاہتا
تو اولاً کسی ایک کو اس کی تفہیم کے لیے بھیجتا تاکہ وہ اس کے اعتقاد کے مطابق تفسیر و
تاویلِ قرآن کو مانے۔ پس اگر وہ اس کا اعتقاد قبول کر لیتا تو اس کو امن دے دیتا ورنہ اس
کی بیخ و بنیاد کو اکھیڑ کر اس کے تمام اموال و مویشی غارت کر لیتا۔ لیکن بچوں اور عورتوں کا
تعرض نہیں کرتا تھا اور مطیع قبیلوں سے ہر قسم کے اموال اور نقود میں سے عشر لیتا تھا۔ چنانچہ رفتہ
رفتہ وہابیہ کی طاقت بحرِ احمر اور بحرِ فارس اور دمشق اور حلب اور بغداد کے اطراف
کنارے تک پھیل گئی حتیٰ کہ عبد العزیز مسعود کے مرنے کے بعد بتاریخ ۸ محرم ۱۲۱۸ھ مسعود
بن عبد العزیز ایک لشکرِ کثیر لے کر کعبۃ اللہ پر حملہ آور ہوا اور خاص خانہ کعبہ میں خونریزی کی
جس کی شان بقول قرآن ہے۔ مَنْ دَخَلَهٗ كَانَ اٰمِنًا۔ لیکن اس نے آمن کو غیر آمن بنا دیا۔



اور حدود حرم جس میں جنگلی بھیڑیا بھی قدرتی ادب کے لحاظ سے ہرن کا تعاقب بمجرد داخل ہونے
کے چھوڑ دیتا ہے۔ اس وہابی بھیڑیے کے پنجے سے حرم حل ہو گیا اور چاروں مصلے جلا دیئے گئے
اور دبقہ گرا دیئے گئے اور ان میں بول و براز کر کے تحقیر کی گئی اور اسی محرم کے پہلے ہفتے میں
اس نے ایک رسالہ ابن عبد الوہاب کا اہلِ مکہ کی طرف بطور حجت و دعوت جس کی اصل عبارت
کا ایک جملہ نقل کیا جاتا ہے تاکہ اس کے دیکھنے سے مشتے نمونہ خروارے عبرت کا باعث ہو چنانچہ
لکھا۔ فَمَنِ اعْتَقَدَ اَنَّهٗ اِذَا ذُكِرَ اسْمُ نَبِيٍّ فَيَطَّلِعُ هُوَ عَلَيْهِ صَارَ مُشْرِكًا وَهٰذَا
الْاِعْتِقَادُ شِرْكٌ سَوَاءٌ كَانَ مَعَ نَبِيٍّ اَوْ وَلِيٍّ اَوْ مَلَكٍ اَوْ جِنِّيٍّ اَوْ صَنَمٍ اَوْ وَثَنٍ وَسَوَاءٌ
كَانَ يَعْتَقِدُ حُصُوْلَهٗ بِذَاتِهٖ بِاَعْلَامِ اللّٰهِ تَعَالٰى بِاَيِّ طَرِيْقٍ كَانَ يَصِيْرُ مُشْرِكًا سَوَاءٌ
اَمَّا السَّابِقُوْنَ فَاللَّاتُ وَالسُّوَاعُ وَالْعُزّٰى وَاَمَّا اللَّاحِقُوْنَ مُحَمَّدٌ وَعَلِيٌّ وَعَبْدُ الْقَادِرِ
وَمَنْ لَمْ يَقُلْ فِيْ حَاجَتِهٖ يَا اللّٰهُ وَقَالَ يَا مُحَمَّدُ وَاِنِ اعْتَقَدَ غَيْرَ مُتَصَرِّفٍ فِي الْكُلِّ صَارَ
مُشْرِكًا وَكَذٰلِكَ قُدْوَةٌ فِيْ ذٰلِكَ شَيْخُنَا تَقِيُّ الدِّيْنِ ابْنِ تَيْمِيَّه وَقَدْ ثَبَتَ اَنَّ السَّفَرَ
اِلٰى قَبْرِ مُحَمَّدٍ وَمَشَاهِدِهٖ وَمَسَاجِدِهٖ وَاٰثَارِهٖ وَقَبْرِ اَيِّ نَبِيٍّ اَوْ وَلِيٍّ وَسَائِرِ الْاَوْ
شِرْكٌ اَكْبَرُ۔ یعنی جو کوئی یہ اعتقاد کرے کہ نبی کا نام لینے سے نبی اس پر مطلع ہو جاتا ہے
تو وہ مشرک ہو جاتا ہے۔ پھر یہ اعتقاد خواہ کسی نبی کے ساتھ ہو یا ولی یا فرشتہ یا جن بھوت
یا صنم یا بت کے ساتھ ہو پھر خواہ یہ اعتقاد کرے کہ اس کا علم اس نبی وغیرہ کو بذاتہ حاصل ہوتا
ہے۔ یا اللہ تعالیٰ کے اعلام سے۔ الغرض جس طریق سے یہ اعتقاد ہو مشرک ہو جاتا ہے اور
جو کوئی نبی وغیرہ کو اپنا ولی اور شفیع ہونا اعتقاد کرتا ہے تو وہ اور ابوجہل دونوں شرک میں
برابر ہیں۔ پہلے بت لات اور سواع اور عزیٰ تھے لیکن پچھلے بت محمد علی اور عبد القادر
ہیں جو شخص اپنی حاجت کے وقت یا اللہ نہیں کہتا اور یا محمد کہتا ہے۔ اگرچہ اس کو ایک بندہ

عاجز سب باتوں میں اعتقاد کرتا ہے تو بھی مشرک ہو جاتا ہے ۔ اور تجھے اس میں ہمارا شیخ تقی الدین ابن تیمیہ بس ہے ۔ اور یہ ثابت ہو چکا ہے کہ محمد کی قبر اور مشاہد اور مساجد اور آثار کی طرف یا کسی دوسرے نبی یا ولی یا اور بتوں کی طرف سفر کر کے جانا شرک اکبر ہے ۔

پس مکہ کو غارت کر کے اس نے سنہ ۱۲۰۴ھ میں مدینہ منورہ پر چڑھائی کی اور ایسا تاراج کیا کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حجرہ مبارک کو توڑ کر خزائن بیشمار لے گیا کہا جاتا ہے کہ ساٹھ اونٹوں پر لاد کر لے گیا، چنانچہ عبداللہ بن مسعود بن عبدالعزیز نے جبکہ وہ محمد علی پاشا خدیو مصر کے سامنے گرفتار کر کے لایا گیا تو اس کے پاس سے ایک صندوق ملا جس میں سے تین سو لوٹے آبدار کلاں اور کئی دانے زمرد کلاں کے نکلے اور اقرار کیا کہ یہ صندوق بھی حجرۂ نبویہ میں سے اس کے والد مسعود نے نکالا تھا۔ پس مسعود نے فقط اسی غارت پر اکتفا نہ کی بلکہ قبہ مولد مولد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ابوبکر الصدیق اور علی ابن ابی طالب اور خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے قبے بھی گرا دیئے ۔ اس خیال سے کہ یہ بھی اصنام ہیں اور روضۂ رسولِ کریمؐ کے گنبد پر چڑھ کر جب گرانے لگا تو عجب قدرتِ حق ظاہر ہوئی۔ کہ سارے وہابی سرنگوں ہو کر مر گئے۔ اور اسی اثنا میں آگ کا ایک شعلہ ایسا نکلا جس نے بہتوں کو جلا دیا اور اسی طرح ایک اژدہا حضرت موسیٰ کے اژدھا کی طرح نکلا جس نے قومِ فرعون کی طرح افواجِ وہابیہ کا تعاقب کیا اور اتنے میں بحکم سلطان المعظم محمد علی پاشا خدیو مصر مقرر ہوا اور اس کا بیٹا طوسون جس کے ساتھ سید طحاوی محشی در مختار بھی مصر آئے تھے بحکم والد خود ایک لشکر عظیم کے ساتھ مدینہ کے دروازے پر وہابیہ کی بیخکنی کے لیے آپہنچا ! اسوقت عثمان مضائقی سپہ سالار وہابیہ نے مدینہ کے دروازے بند کر لیے لیکن طوسون نے زمین کے نیچے سے سرنگ لگائی اور اتفاق سے دیوار کا ایک حصہ گر گیا اور طوسون نے اندر گھس



کر نجدیوں پر قیامت برپا کر دی اور مقید وہابیوں کے کان کتر دیئے اور مدینہ منورہ سنہ ۱۲۲۶ھ میں وہابیوں کے وجود سے پاک ہو گیا اور سنہ ۱۲۲۸ھ میں عثمان مضائقی بھی گرفتار ہو کر قسطنطنیہ میں قتل کیا گیا۔ لیکن سنہ ۱۹۲۹ء میں مسعود کے فوت ہونے کے ساتھ ہی اس کا بیٹا عبداللہ بن مسعود اس کا جانشین ہوا۔ اور آخر کار وہ بھی حروب کثیر کے بعد محمد علی پاشا خدیو مصر کے دوسرے فرزند ابراہیم پاشا کے ہاتھوں ذیقعدہ سنہ ۱۲۳۳ھ میں مدینہ ورعیہ پایۂ تخت وہابیاں فتح ہو کر گرفتار ہو گیا اور بتاریخ ۲۹ محرم سنہ ۱۲۳۴ھ قسطنطنیہ میں باب ہمایوں پر قتل کیا گیا اور وہابیوں کی قوت اور دولت کا خاتمہ ہوا اور اس فرقہ کے لوگوں کو پوری پوری سزائیں بطور تعزیر دی گئیں یعنی مقید کیے گئے اور کان کتر دیئے گئے اور امن و امان قائم ہوا اور پھر از سر نو مکہ اور مدینہ میں چاروں مصلے قائم ہوئے اور ملک عرب اس ناپاک فرقہ سے پاک ہو گیا۔ وہابی نامہ میں ہے کہ عرب میں اس فرقہ کی اتنی طول میعاد ہونے کا باعث یہی ہے کہ ابتداءً غفلت رہی اور مکہ اور مصر کے پاشا جلد جلد فوت ہوتے رہے اور ان کے تغیر و تبدل سے انتظام ٹھیک نہ ہوا اور یہ فرقہ زور پکڑتا گیا۔

درہ درانی کی عبارات منقولہ بالا سے ناظرین بخوبی سمجھ سکتے ہیں کہ محمد بن عبدالوہاب نے کیا کچھ کیا اور وہ اپنے آپ کو کیا کچھ سمجھا اور کس وجہ سے یہ فرقہ وہابیہ دائرہ اہلسنت و جماعت سے خارج سمجھا گیا چنانچہ علامہ شامی نے اس فرقہ کو باغی خارجی قرار دیا ہے۔

كَمَا وَقَعَ فِي زَمَانِنَا فِي اَتْبَاعِ عَبْدِ الْوَهَّابِ الَّذِيْنَ خَرَجُوْا مِنْ نَجْدٍ وَتَغَلَّبُوْا عَلَى الْحَرَمَيْنِ وَكَانُوْا يَنْتَحِلُوْنَ مَذْهَبَ الْحَنَابِلَةِ لٰكِنَّهُمْ اعْتَقَدُوْا اَنَّهُمْ هُمُ الْمُسْلِمُوْنَ وَاَنَّ مَنْ خَالَفَ اعْتِقَادَهُمْ مُشْرِكُوْنَ وَاسْتَبَاحُوْا بِذٰلِكَ قَتْلَ اَهْلِ السُّنَّةِ وَقَتْلَ عُلَمَائِهِمْ حَتّٰى كَسَرَ اللّٰهُ تَعَالٰى شَوْكَتَهُمْ وَخَرَّبَ

بِلَادَهُمْ وَظَفِرَ بِهِمْ عَسَاكِرُ الْمُسْلِمِيْنَ عَلٰى ثَلٰثٍ وَثَلٰثِيْنَ وَمِ۔ئَتَيْنِ وَاَلْفٍ اِنْتَهٰى — (شامی طبع مصر جلد ۳ ص ۳۳۲)

**عبارت شامی کا خلاصہ** چنانچہ ہمارے زمانہ میں عبدالوہاب کے تابعین میں واقع ہوا۔ عبدالوہاب کے گروہ نے نجد سے نکل کر حرمین شریفین پر جابرانہ قبضہ کیا اور یہ لوگ اپنے آپ کو حنبلی المذہب کہلاتے تھے لیکن دراصل اپنے گروہ کے بغیر سب مسلمانوں کو مشرک سمجھتے تھے۔ لہٰذا اہلسنت وجماعت اور ان کے علماء کا قتل کرنا مباح جانتے تھے۔ جس کا انجام یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ۱۲۲۳ھ میں اہلسنت کو نصرت فرمائی اور فرقہ وہابیہ کو شکست دی اور رسوا کیا اور دیگر اہل السنّت وجماعت نے بھی وقتاً فوقتاً عقائد وہابیہ کی تردید میں رسائل شائع کئے ہیں (مثلاً) الدرر السنیہ فی رد الوہابیہ للعلامہ زینی دحلان مفتی بیت اللہ الحرام وغیرہ) جن میں اس فرقہ کو بوجہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں سخت تحقیر و گستاخی کرنے کے کافر کہا ہے۔

**معجزہ صلی اللہ علیہ وسلم** حضور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس فرقہ ضلالہ کی پیدائش کی نسبت ۱۳ سو سال سے پیشتر پیشگوئی فرمادی ہے جیسا کہ مشکوٰۃ شریف جلد اخیر باب ذکر الیمن فصل اول حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالےٰ عنہ روایت ہے۔

قَالَ قَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا قَالَ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ شَامِنَا اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ يَمَنِنَا قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَفِيْ نَجْدِنَا فَاَظُنُّهٗ قَالَ فِي الثَّالِثَةِ هُنَاكَ الزَّلَازِلُ وَالْفِتَنُ وَبِهَا يَطْلُعُ قَرْنُ الشَّيْطَانِ رواہ البخاری۔

خلاصہ یہ ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ملک شام و یمن کی خاطر سہ بار دعا مانگی کہ یا اللہ ہمارے



ان ملکوں میں برکت دے اور بعض اصحاب نے یہ عرض کی کہ یا رسول اللہ ملک نجد کی خاطر بھی دعا فرمایئے آپ نے فرمایا اسجگہ زلزلے اور فتنے ہوں گے اور شیطان کا سینگ ظاہر ہوگا

(ف) اس حدیث شریف کے مطابق جو آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے پیش گوئی فرمائی تھی وہ پوری ہو گئی۔ (تفصیل فقیر کی کتاب "ابلیس تا دیوبند" میں ہے۔

(نوٹ) ہمارے ملک پاک و ہند کے غیر مقلد وہابی اسی نجدی باغی کی دُم ہیں۔ اُن کے عقائد و مسائل ملاحظہ ہوں۔

**عقائد نامہ**

## بابِ اوّل

۱- جھوٹ بولنا تحت قدرت باری تعالےٰ ہے (جہد المقل ۵ و براہین قاطعہ وغیرہ وغیرہ)

۲- اللہ تعالیٰ عرش پر بیٹھا ہے۔ کرسی پر پاؤں رکھے ہوئے ہے اور کرسی اللہ کے بوجھ سے چرچر کرتی ہے۔ (قرآن مجید مترجم از وحید الزماں تحت آیۃ الکرسی)

۳- خداوند کریم کے اوصاف حادث ہیں۔ اقامۃ البرہان عبدالاحد خانپوری۔ اور ایک قسم کا خدا کا علم بھی حادث ہے جس کو علم تفصیلی بھی کہتے ہیں (ازالۃ العیب ص ۔)

۴- خداوند کریم آسمان زمین بنانے سے پہلے ہوا کے درمیان رہتا تھا۔ (فتاوےٰ محمدیہ مع ترجمہ دراتیہ)

۵- رسول کیونکہ اس میں الف لام عہد خارجی کا ہے۔

(تقویۃ المؤمنین صفحہ ۱۲۰۲ مولفہ صدیق حسن خان بھوپالوی)

۶- تمام انبیاء تبلیغ احکام میں معصوم نہیں ہیں (کتاب رد تقلید بکتاب المجید صفحہ ۱۲ مطبوعہ صدیقی بار اول مولفہ صدیق حسن خاں۔ یعنی کبھی احکام دین کے پہنچانے میں بھول بھی جاتے ہیں)

۷- امام اعظم رحمۃ اللہ علیہ پیدائشی تاریخی اور وفات

(الجرح علی حنیفہ مولفہ سعد بنارسی)

۸ - نبی علیہ السلام کی تعظیم بڑے بھائی کے برابر کرنی چاہیئے (تقویۃ الایمان صفحہ ۶۰)

۹ - ہر مخلوق بڑا ہو یا چھوٹا اللہ کے شان کے آگے چمار سے بھی ذلیل ہیں (تقویۃ الایمان ص ۱۱۴)

۱۰ - چاروں اماموں کے مقلد اور چاروں طریقوں کے متبع شافعی۔ مالکی۔ حنفی۔ حنبلی۔ قادری چشتی۔ نقشبندی سہروردی سب (ظفر المبین واعتصام السنۃ)

۱۱ - آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام حیات النبی نہیں ہیں بلکہ

(تقویۃ الایمان)

۱۲ - ان السفر الی قبر محمد ومشاہدہ ومساجدہ وآثارہ وقبر نبی او ولی وسائر الاوثان وغیرھا شرک انہ

ترجمہ - بیشک سفر کرنا آنحضور کی قبر کی خاطر اور ان کے مشاہد اور مساجد و آثار کی طرف یا کسی اور نبی و ولی کی قبر کی طرف یا باقی اوثان کی طرف یہ سب کام،

کتاب التوحید ص ۱۳۳ - مولفہ محمد بن عبدالوہاب

۱۳ - آنحضور علیہ السلام کا مقبرہ سفر کر کے دیکھنا ایسا گناہ ہے،

کتاب التوحید صفحہ ۶۲، ۱۱۴ - تصنیف محمد بن عبدالوہاب)

۱۴ - نبی علیہ السلام کو علم غیب خدا کا دیا ہوا ماننا بھی برا ہے۔ تقویۃ الایمان صفحہ ۲۶/۲۷ وکتاب التوحید

۱۵ - علم کتب فقہ کے بنانے والے اور پڑھنے والے سب کافر اور بے ایمان"

۱۶ - آنحضور علیہ السلام کی ذات کا نماز میں خیال آنا بیل اور گدھے۔

۱۷ - آنحضور علیہ السلام کا روضہ منورہ قابل گرا۔



۱۸ - عصا لذہ خیر من محمد لا نہا ینتفع بہا فی قتل الحیۃ ومحوھا میری لاٹھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بہتر ہے۔ کیونکہ اس سے سانپ کے مارنے میں نفع لیا جاتا ہے اور محمد باقی نہیں رہا ان میں نفع کتاب اوضح البراہین)

۱۹ - انبیاء و اولیاء ناکارے ہیں (تقویۃ الایمان ص ۲۹)

۲۰ - سب انبیاء و اولیاء اس کے روبرو ایک ذرہ ناچیز سے بھی کمتر ہیں۔ تقویۃ الایمان)

۲۱ - انبیاء و اولیاء کچھ قدرت نہیں رکھتے اور نا ہی وہ سنتے ہیں۔ تقویۃ الایمان ص ۲۲ و ص ۲۹

۲۲ - نبی علیہ السلام کی نظیر اور نبی بھی پیدا ہونا ممکن ہے اور یا رسول اللہ کہنا شرک ہے (تقویۃ الایمان ص ۳۱-۳۲ وکتاب التوحید)

۲۳ - نبی علیہ السلام کے علم غیب کی کیا خصوصیت ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمرو بکر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے بھی حاصل ہے اور نص سے ثابت نہیں۔

(حفظ الایمان اشرف علی ص ۸)

۲۴ - نبی علیہ السلام کا علم ملک الموت و شیطان سے کم ہے اور جو یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی علیہ السلام کو ملک الموت اور شیطان سے زیادہ تھا اور نص سے ثابت ہے شرک ہے۔

(براہین قاطعہ ص ۵۱)

۲۵ - اجماع امت جس کی سند ہم کو معلوم نہ ہو حجت شرعی۔ معیار الحق ص ۱۳۱ مطبوعہ لاہور

۲۶ - قیاس مجتہد قابل اعتبار نہیں (معیار الحق ص ۹۰ مولوی نذیر حسین۔

۲۷ - چار مصلے جو کعبۃ اللہ میں مقرر کئے ہوئے ہیں مذموم ہیں (سبیل الرشاد) ص ۲۴

۲۸ - کتب فقہ متداولہ بین الناس کے پڑھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے ان کو جلا دینا چاہیئے۔

(بوئے عنبرین)

۲۹۔ خدا کو ہر جگہ ماننا باطل عقیدہ اور بدعت ہے (فتاویٰ ستاریہ ص ۸۴ ج ۲، ایضاً ۷

۳۰۔ (قرآن کا) جو شخص (ادب) کرے بہت اچھا ہے ورنہ مواخذہ نہیں (فتاویٰ ستاریہ ص ۵ ج ۱)

(اویسی) یہی وجہ ہے کہ نجدی وہابی قرآن مجید غلاف کے بغیر رکھتے ہیں اور زمین پر جگہ چھوڑ دیتے ہیں۔ پاؤں پھیلائے ہوئے بیٹھتے ہیں۔ اینٹ کی طرح پاؤں سے اپنی جگہ قرآن مجید کو ہٹاتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔

۳۱۔ قرآن مجید کو بوسہ دینا اور اس کے لیے کھڑے ہو جانا ہر دو فعل ثابت نہیں (فتاویٰ ستاریہ ص ۱۸۴ ج ۱ ملخصاً)

۳۲) قبلہ رخ پاؤں کر کے سونا درست ہے (فتاویٰ ستاریہ ص ۱۵۲ ج ۱)

(اویسی) یہی وجہ ہے کہ نجدی اور وہابی قبلہ رخ پاؤں پھیلا کر سوتے ہیں۔

۳۳۔ حیض و نفاس میں عورتیں درود وغیرہ پڑھ سکتی ہیں وغیرہ وغیرہ (فتاویٰ ثنائیہ ص ۱۵۲ ج ۱ از ثناء اللہ امرتسری

۳۴۔ وظیفہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ثابت نہیں (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۲۹ ج ۱)

۳۵۔ مجالس میلاد، ایسی مجلسیں شریعت محمدیہ میں موسوم بشرکیہ و بدعیہ ہیں۔ ایسی مجلسوں میں اشعار و غزلیات وغیرہ پڑھنا و سننا دونوں حرام ہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ ص ۶۶ ج ۱

۳۶۔ درود تاج و درود لکھی خلاف شرع ہیں ان سے بچنا ضروری ہے (فتاویٰ ستاریہ ص ۳ ج ۳

۳۷۔ قبہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو بنایا گیا ہے۔ یہ حقیقۃً بہت بڑی جہالت ہے (تطہیر الاعتقاد ص ۲۶

۳۸۔ قبور پر جو قبے بنائے گئے ہیں وہ بھی بطور ایک بت کے ہیں (تحفہ وہابیہ اسماعیل غزنوی ص ۵۹

۳۹۔ حضور علیہ السلام کے روضہ مبارک کی نہیں۔ ہمارا عقیدہ ہے کہ مسجد نبوی کی زیارت کی نیت کرے اس ضمن میں دوسرا کام بھی ہو جائے تو جائز ہے (فتاویٰ ثنائیہ ص ۴۸ ج ۱)

۴۰۔ جو یوں کہے کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں آپ سے شفاعت چاہتا ہوں۔ وہ شخص مشرک ہوگا اور ان کا خون مباح ہوگا ایسے لوگوں کو ہم کافر کہتے ہیں (تحفہ وہابیہ ص ۶۸



۴۱۔ درود شریف میں "سیدنا و مولانا" الخ قطعاً ثابت نہیں (فتاویٰ ستاریہ) ص ۲۹ ج ۳)

• وہابیوں کے تفصیلی عقائد و مسائل فقیر کی کتاب "وہابی شتر بے مہار ہے" پڑھیے۔

# وہابیوں کے دلچسپ مسائل

۱۔ منی ہر چند پاک است (عرف الجادی ص ۱۰) منی بہر صورت پاک ہے۔ فقہ محمدی کلاں ص ۴۱ فتاویٰ نذیریہ ص ۱۹۷ ج ۱ الروضۃ الندیہ ص ۱۳۔

۲۔ کتا وغیرہ کنوئیں میں گر جائے تو کنواں پلید نہ ہوگا (فتاویٰ نذیریہ ص ۲۰ ج ۱)

۳۔ جبکہ وہ پانی دو بڑی مشکیں ہوں تو ناپاک نہ ہوگا۔ یعنی پیشاب وغیرہ پڑ جانے سے نجس نہ ہوگا۔ (معیار الحق از میاں نذیر حسین دہلوی ص ۱۲۹ / ۱۳۲

اسی لیے وہابی جوہڑ وغیرہ سے وضو کر لیتے ہیں اور پی بھی لیتے ہیں بد بو نہ ہو اور پانی کا رنگ نہ بدلے اور ذائقہ بھی تبدیل نہ ہو پاک ہے خواہ اس میں کتنی پلیدی پڑ جائے۔

۴۔ اونٹ وغیرہ کا پیشاب بطور دوائی استعمال کرنا (پینا) جائز ہے جس کو نفرت ہو نہ پیئے لیکن حلت (حلال ہونا) کا اعتقاد رکھے ایسے ہی گائے بکری کے بول (پیشاب) کے متعلق ہے (فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۵۵ ج ۱

۵۔ گوہ حلال ہے (تفسیر ثنائیہ ضمیمہ ص ۲۲۶

۶۔ کچھوا۔ کوکرا۔ گونگا کھانا حلال ہے (فتاویٰ ثنائیہ ص ۵۵۷ / ۵۵۸ ج ۲

۷۔ گھوڑے کا گوشت حلال ہے (عرف الجادی ص ۱۰

۸۔ ہندوؤں کے گھر کی خوراک حلال و طیب ہے (فتاویٰ ستاریہ ص ۸۱ ج ۱)

۹۔ داڑھی والا غیر عورت کا دودھ پی لے تو جائز ہے (عرف الجادی ص ۱۳۰ و روضہ

۱۰۔ مرد اپنی بیوی کا دودھ پی سکتا ہے (فتاویٰ نذیریہ ص ۳۹۶ ج ۲

۱۱- اذان پڑھنا بلا وضو جائز ہے (فتاویٰ فقہ محمدیہ ص۹۷ و فتاویٰ ستاریہ ص۸ ج۱)

۱۲- سجدۂ تلاوت بلا وضو جائز ہے (فتاویٰ نذیریہ ص۳۴۸ ج۱)

۱۳- مساجد میں محراب بنانا ناجائز اور بدعت ہے (فتاویٰ ستاریہ ص۹۳ ج۱)

۱۴- شب برات کو شب بھر نوافل پڑھنا بدعت ہے (فتاویٰ ستاریہ ص۱۷ ج۱)

۱۵- حرام زادہ کی امامت صحیح ہے (مجموعۃ الفتاویٰ ص۴۹)

۱۶- عورت کی فرج کی رطوبت پاک ہے (فقہ محمدیہ کلاں ص۲۳)۔

۱۷- اسی طرح اگر منی اتر کر ذکر کے درمیان آوے اور وہ شخص نماز میں ہو وہ ذکر کو کپڑے کے اوپر سے پکڑے رکھے اور منی باہر نہ نکلے یہاں تک کہ سلام پھیرے تو اس کی نماز درست ہو جاتی ہے کہ وہ ہمیشہ پاک ہے اور عورت کا حکم بھی مانند مرد کی ہے (فقہ محمدی کلاں ص۶۹

ف - یہ عجیب تجویز صرف وہابیوں کو نصیب ہے۔ واہ واہ قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا

۱۸- جس عورت سے زنا کیا اسمیں اس کا نطفہ ٹھہرا وہ لڑکی پیدا ہوئی ایسی لڑکی سے زانی نکاح کر سکتا ہے۔ (عرف الجادی ص۱۰۹)

۱۹- جس عورت سے زنا کیا اس کی ماں سے بھی نکاح جائز ہے۔ فتاویٰ نذیریہ ص۱۷۶ ج۲ و نزل الابرار ص۲۱ ج۲

۲۰- کسی شخص نے اپنے باپ کی بیوی سے جماع کیا تو اس کے باپ پر وہ عورت حرام نہ ہوگی۔

۲۱- اگر ماں، بہن، بیٹی سے زنا کیا تو اس کی حق مہرٹے (نزل الابرار ص۲۱ ج

۲۲- باپ بیٹے کی عورت سے زنا کرے تو بیٹے پہ وہ عورت حرام نہ ہوگی نزل الابرار ص۲۸ ج۲

ف- اسے کہتے ہیں مشترکہ کھاتہ کہ باپ بیٹے کی گھر والی سے اور بیٹا باپ کی گھر والی سے



مزے اور لطف اٹھائے۔

۲۳- اگر ساس سے زنا کرے تو اس کی اپنی عورت حرام نہ ہوگی (نزل الابرار) ص۳ ج۲

۲۴- دادی نانی کے ساتھ نواسا پوتا نکاح کر سکتا ہے۔

اہلحدیث ۲۱ محرم سنہ ۱۳۳۰ھ و کتاب التوحید والسنہ مولوی عبدالاحد ص۲۶۴

۲۵- متعہ کنجری بازی جائز ہے (نزل الابرار ص۳ ج۱)۔

۲۶- عورتیں استرے سے زیر ناف کے بال مونڈ سکتی ہیں۔ (فتاویٰ ستاریہ ص۵۶ ج۳

۲۷- تین مرد ایک مملوکہ کی لونڈی سے جماع کریں اور اس سے بچہ پیدا ہو تو یہ ان تینوں کا بیٹا کہلائیگا۔ (نزل الابرار ص۷۵ ج۲)

۲۸- جو شخص عورت سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو اس کی نماز بغیر غسل کے درست ہے۔ ہدیۃ القلوب ص۲۷ و بلاغ المبین)

۲۹- تقلید شخصی و میلاد مبارک و قیام و وظیفہ یا رسول اللہ و عبدالقادر جیلانی و سوم و چہلم و گیارہویں پیر پیراں و استقاط میت یہ سب شرک کفر و بدعت ہیں (لوامع الانوار ص۸۰ مؤلفہ غلام حسن ساہو والی و براہین قاطع ص۱۴۰ دستہ فردیہ مع فتوے عبدالجبار غزنوی

۳۰- جو شخص زنا پہ مجبور ہو جائے تو اس کو زنا جائز ہے اس پر حد نہیں کیونکہ احکام شرعیہ اختیار سے مقید ہیں (عرف الجادی ص۲۹۰۔

۳۱- خالہ سوتیلی یعنی جس کا باپ ایک ہو اور ماں جدا جدا اس سے اس کے بھانجے کا نکاح درست ہے۔ (جامع الشواہد بحوالہ فتوٰی عبدالقادر غیر مقلد شاگرد مولوی نذیر حسین دہلوی - امام مسجد۔

۳۲- دادی کے ساتھ پوتے کا نکاح جائز ہے۔ اس کی حرمت منصوص نہیں (پرچہ اہلحدیث)

نمبر ۲۵، ۲۶۔ ثناء اللہ مورخہ ۲۲ رمضان ۱۳۲۸ھ

۳۳۔ شادیوں میں گانا بجانا باجوں کا اجرت اور بلا اجرت جائز ہے۔ (پرچہ اہلحدیث ۱۳۲۹ھ مورخہ ۱۲ رمضان۔

۳۴۔ رضائی کی منکوحہ بر پسر رضیع جائز ہے (پرچہ اہلحدیث ثناء اللہ مورخہ ۱۰ فروری ۱۹۲۶ء

۳۵۔ زانی کے نطفہ سے جو لڑکی پیدا ہو۔ زانی یا زانی کا لڑکا اس سے نکاح کرے تو نزدیک اہلحدیث کے جائز ہے (پرچہ اہلحدیث ثناء اللہ مورخہ ۸۔ مارچ ۱۹۱۲ء و عرف الجادی ۱۹۱۰ء

۳۶۔ جس عورت سے زید نے زنا کیا ہو۔ وہ عورت زید کے لڑکے پر حلال ہے (پرچہ اہلحدیث مورخہ ۲۵۔ اگست ۱۹۱۶ء۔

۳۷۔ اگر لڑکی گود میں نہ پلی ہو یعنی دختر ربیبہ سے نکاح درست ہے۔ (فیض الباری شرح بخاری پارہ ۲۱۔ ص ۱۱۵۔

۳۸۔ اُلّو حلال ہے (فتاویٰ ستاریہ)

(ف) یہ مثال اُلّو کا لاکھ اور الو کا پٹھہ سوا لاکھ۔ وہابیوں کی بنائی ہوئی ہے شاید اس لیے کہ اُلّو کا پٹھہ زیادہ مزیدار ہوگا۔

۳۹۔ بجو حلال ہے (الحیاۃ بعد المماۃ سوانح میاں نذیر حسین دہلوی عرف الجادی ص ۲۵۵۔

بلکہ جو بجو کو حلال نہ جانے وہ منافق ہے (فتاویٰ ستاریہ) ص ۲۱۔ ج ۲۔

ف۔ چونکہ بجو مردہ خور جانور ہے اسی لیے غیر مقلدین قبروں پہ جانا شرک کہتے ہیں کہ لوگ قبروں پہ نہ جائیں گے۔ بجو قبروں سے مردے نکال کر کھا کر موٹا ہوگا تو غیر مقلدین کی مزیدار غذا بنے گی۔

۴۰۔ اگر حشفہ غائب نہ ہو یعنے ذکر کا کچھ حصہ فرج کے اندر کچھ باہر تو اس پر کوئی حکم متعلق نہ ہوگا



یعنی نہ غسل نہ حد وغیرہ وغیرہ (فقہ محمدی کلاں ص ۶۵

(ف) وہابیوں کو اور کیا چاہیئے۔ زنا مفت۔ سزا بھی غسل بھی ضروری نہیں تاکہ سردی نہ لگ جائے۔

۴۱۔ کنویں میں کتا بلی سور وغیرہ درندے پرندے گر پڑیں تو کوئی پلید یعنی نجس نہیں ہوگا تاوقتیکہ پانی کا رنگ بو و مزہ نہ بدل جائے (کتاب کنز الحقائق و ترجمہ در بہیہ طریقہ احمدیہ)

۴۲۔ چمڑا خنزیر کا دباغت سے پاک ہو جاتا ہے۔

۴۳۔ تقلید آئمہ دین شرک و کفر و بدبختی ہے (ظفر المبین و ترجمان وہابیہ والا نصاف)

۴۴۔ اگر ساس کو شہوت سے بوسہ دیا تو کوئی حرج نہیں (نزل الابرار ج ۲۔ ص ۲۸۔

ف حرج ہو بھی کیونکر جبکہ وہ ایک ہی ماں بیٹی تو ہیں۔ جب اس کی بیٹی پر اس کی حکمرانی پوری پوری ہے تو اس کی ماں کس قطار میں فلہذا بوسہ بازی میں کیا حرج ہے۔

۴۵۔ اگر کسی نے غیر عورت سے دبر زنی کی یا اس کی فرج میں پتھر دے دیا یا لکڑی گھسیڑ دی اس سے وہ عورت مر گئی تو اس شخص پر قتل کا کوئی تاوان نہیں اور نہ زنا کاری کا ہرجانہ۔

(نزل الابرار ص ۵۷ ج ۲۔

۴۶۔ عورتیں (دبان) غیر مردوں کو دیکھ سکتی ہیں (نزل الابرار ص ۲۴ ج ۲

۴۷۔ مشت زنی جائز ہے۔ (عرف الجادی) ص ۲۰ ج ۲

ف۔ اسے کہتے ہیں دستی مشین جو وہابیوں نے اپنے مذہب والوں کو مفت عطا فرمائی ہے اور سچ ہے مفت کا شراب قاضی نہیں چھوڑتا ہے۔ تو ہر وہابی کیسے چھوڑے۔ یہ قاضی سے کچھ کم ہے بلکہ دو قدم آگے بڑھ کر ہے۔

۴۸۔ مشت زنی صحابہ بھی کرتے تھے (عرف الجادی ص ۲۰۷)

(ف) توبہ استغفراللہ یہ صحابہ پر کھلا بہتان ہے۔

اور یہ بیچ ہے مفت کی شراب قاضی نہیں چھوڑتا تو پھر وہابی کیسے چھوڑے یہ قاضی سے کچھ کم ہے بلکہ (دو قدم آگے) بڑھکر ہے۔

۴۸۔ مشت زنی صحابہ بھی کرتے تھے (عرف الجاری صـ۲۰۷)

ف۔ توبہ۔ استغفر اللہ یہ صحابہ پر کھلا بہتان ہے۔

۴۹۔ مشت زنی سے منی بہا دینا ایسے ہے جیسے پیشاب وغیرہ کو (عرف الجاری صـ۲۰۷)

ف۔ یہ مشت زنی کی کیسی پیاری دلیل ہے سچ ہے عشق اندھا کر دیتا ہے غریبوں کو جواز کے لیے کتنا پاپڑ بیلنے پڑے۔

۵۰۔ عید قربانی میں شرعاً مرغ کی قربانی جائز ہے (فتاوی ستاریہ ج ۲ صـ۲۷)

۵۱۔ عید قربانی میں شرعاً ہرنی کی قربانی جائز ہے۔

" " " " " مرغی کے انڈے کی قربانی جائز ہے۔

## باب سوم سوالات وجوابات ::

غیر مقلدین کے مذہب کی بدبو اتنی گندی ہے کہ خود ان کے اپنے دماغ اس کی بدبو سے ماؤف ہو چکے ہیں۔ اس پر فقیر شوربہ قائم کرے تو بات بڑھ جائے گی صرف اہل انصاف کے آگے ان کے وہ سوالات فقیر درج کرتا ہے جو وہ بزعم خود احناف کو بدنام کرنے کی سعی خام کرتے ہیں جو درحقیقت وہی مسائل ان کے اپنے ایجاد کردہ ہیں صرف اپنے عیوب پر پردہ ڈالتے ہوئے احناف کی طرف منسوب کرتے ہیں چنانچہ نمونہ کے طور ان کے سوالات پہ جوابات میں فقیر تصریحات عرض کر دیگا۔

**سوال :** حنفیہ کے نزدیک مشت زنی کرنا واجب ہے جب کہ زنا کا خوف ہو۔



اور مشت زنی کرنا شہوت کی تسکین کے لیے جس کی بیوی یا لونڈی نہ ہو کوئی گناہ نہیں۔ (رد المحتار صـ۱۵۶)

**الجواب ::** تمام کتب معتبرہ حنفیہ وتفسیروں میں لکھا ہے کہ مشت زنی کرنا حرام ہے کیونکہ اس میں قطع نسب انسانی کا سبب پایا جاتا ہے۔ اور حدیث میں وارد ہے کہ جو شخص سنت معرکہ وہ کو چھوڑ کر بغرض شہوت رانی ایسا فعل کرے تو وہ ملعون ہے اور وہابیہ نے حوالہ ردالمحتار کا عوام الناس کو دھوکہ دینے کے لیئے لکھا ہے اس میں اسطرح ہرگز ہرگز نہیں۔ صاحب شامی نے تو بعض مجوزین کے اقوال وچند شرائط بایں طور بیان کئے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص مجبور اس حال میں ہو کہ اس کے ہاں ایک فاحشہ عورت زنا کرانے کے لیئے موجود ہو اور وہ مرد بھی ہر طرح اس پر قادر ہو اور اس کا کوئی مانع بھی نہ ہو اور اس پر شہوت کا غلبہ بھی ہو چکا ہو اور اس کے دل میں خوف شہوت کے روکنے کا بھی ہو کہ اگر شہوت کو روکوں گا تو بیمار ہو جاؤں گا تو اس حالت اضطراری میں حرمت ساقط ہو جاتی ہے۔ چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ۔ اگر کوئی شخص حالت اضطراری میں گوشت خنزیر ومردار کو کھائے تو اس پر کچھ عیب نہیں۔ اور صحاح ستہ میں حدیث بایں مضمون مسطور ہے کہ بوقت غلبہ شہوت بہادران اسلام نے بعوض کپڑوں کے عورتوں سے متعہ کیا تھا (گھر کی گواہی) کتاب عرف الجادی صـ۱۲۱۴ وہابیہ کے رہنما فرزند نواب بھوپالی کی تصنیف میں لکھا ہے کہ مشت زنی اور چھید کنی اور پتھروں کے سوراخوں میں دخول کر کے حاجت کے وقت منی کو نکالنا جائز اور نگاہ ونظربندی

سے بچنے کے وقت یہ دونوں کام واجب ہیں۔

وہی مذہب جو غیر مقلدین کا اپنا ہے وہ حنفیوں پر ٹھوپ دیا اور سہارا لیا۔ ایسے ضعیف قول کا جس سے حنفیوں کو دور کا بھی واسطہ نہیں۔

**سوال** :۔ حنفی مذہب میں اگر رنڈی زنا کے بدلے ٹھیکے مزدوری مقرر کر کے لے تو امام صاحب ابوحنیفہ کے نزدیک جائز ہے اگرچہ بذریعہ حرام ہے اور زنا کرنے والے پر حد نہیں آتی (چلپی)

**الجواب** :۔

افسوس کہ وہابیہ کو اجارہ باطل و فاسد میں بھی تمیز نہیں اور نہ ہی اپنے مذہب کا اشتہار واجب الاظہار کو دیکھا مولوی فقیر اللہ صاحب نے مولوی ثناء اللہ ایڈیٹر اخبار اہلحدیث پر جاری کیا تھا۔ کہ انہوں نے مال زانیہ کو حلال طیب لکھا ہے اور تمام علمائے دین کا اس پر اتفاق ہے کہ مہر زنیہ کا حرام ہے۔ چنانچہ مشارق الانوار میں مولوی خرم علی صاحب نے لکھا ہے کہ خرچی زانیہ کی چاروں اماموں کے نزدیک بالاتفاق حرام ہے۔ اور امام نووی نے شرح مسلم میں تحریر فرمایا ہے کہ اَمَّا مَهْرُ الْبَغِيِّ فَهُوَ مَا تَأْخُذُهُ الزَّانِيَةُ عَلَى الزِّنَاءِ وَسَمَّاهُ مَهْرًا لِكَوْنِهِ عَلٰى صُوْرَتِهِ وَهُوَ حَرَامٌ بِاِجْمَاعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

**ترجمہ** :۔ مہر زانیہ وہ چیز ہے کہ جس کو زانیہ بعوض مہر کے لیوے۔ اور اس کا نام اس لئے مہر رکھا ہے کہ وہ بصورت مہر ہے اور حرمت اس کی باجماع مسلمان ہے۔ علاوہ اس کے یہ مسئلہ اجارۂ فاسد کے متعلق ہے نہ اجارہ باطل کے اور صاحب فتح المبین نے اجارہ باطل و فاسد میں یہ فرق فرمایا



ہے کہ اجارہ باطل وہ ہے کہ باصلہ غیر مشروع ہو اور اجارہ فاسد وہ ہے کہ باصلہ مشروع اور بوصف غیر مشروع ہو۔ یعنی کسی شرط یا عارض کی وجہ سے اس میں فساد آیا ہے ورنہ اصل میں جائز و حلال تھا۔ اور یہ بھی متفق علیہ امر ہے کہ جس اجارہ کا مقصود علیہ بسبب معصیت ہوگا۔ وہ ضرور باطل ہوگا۔ نہ فاسد۔ جب یہ دونوں قاعدے متفق ہیں تو پھر کون عاقل زنا کی خرچی کو حلال کہہ سکتا ہے۔ چہ جائیکہ صاحب محیط و چلپی۔ اور علاوہ اس کے اس قول کو بڑے بڑے علمائے دین مثل سید احمد طحطاوی و سید عابدین ردالمحتار وغیرہ میں لکھتے ہیں کہ یہ قول بالکل ضعیف ہے کیونکہ حدیث صحیح کے برخلاف اور میں کہتا ہوں کہ یہ عبارت کسی کتاب کے متن کی نہیں اور نہ ہی اس پر کسی علمائے دین اہلسنت و جماعت نے فتویٰ دیا ہے کہ تم ایسا کیا کرو اور نہ ہی مفتی بہ مسئلہ ہے اور اگر وہابیہ کو تسلی نہیں ہوتی تو ہم کتاب بخاری سے اسی مضمون کی تائید پر حدیث دکھا دیتے ہیں۔ بخاری ص۶۶۴ باب قوله يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَوْنٍ قَالَ حَدَّثَنَا خَالِدٌ عَنْ اِسْمٰعِيْلَ عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ قَالَ كُنَّا نَغْزُوْ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَلَيْسَ مَعَنَا نِسَاءٌ فَقُلْنَا اَلَا نَخْتَصِيْ فَنَهَانَا عَنْ ذٰلِكَ فَرَخَّصَ لَنَا بَعْدَ ذٰلِكَ اَنْ نَتَزَوَّجَ الْمَرْاَةَ بِالثَّوْبِ ثُمَّ قَرَءَ يَآيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَا اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ الخ۔

**ترجمہ** :۔ عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے کہ ہم آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مل کر کفار سے جہاد کیا کرتے تھے۔ ہمارے ساتھ عورتیں

نہ تھیں۔ ہم نے آپؐ سے عرض کیا کہ ہم خصی نہ ہو جائیں تو آپ نے اس سے منع فرمایا۔ بعد اس کے ہم کو اجازت دی کہ کپڑوں کے عوض پر عورتوں سے بطور متعہ کے نکاح کر لیویں۔ پھر حضرت عبد اللہ نے یہ آیت پڑھی کہ مسلمانوں جس چیز کو خدا نے حلال کیا ہے اس کو حرام مت کرو الخ

برادران اہلسنت وجماعت اس حدیث پر عمل نہ کریں کیونکہ ہمارے نزدیک یہ حدیث منسوخ اور قابل عمل نہیں۔ ہاں اگر وہابی لوگ اس پہ عمل کریں تو ان کو مجاز ہے۔ کیونکہ ان کے نزدیک تو لڑکی اور مدخولہ باپ اور دادی کے ساتھ نکاح کرنا اور ان سے صحبت کرنا بھی جائز ہے۔ پرچہ اہلحدیث ۱۶ ستمبر ۱۹۱۰ء وغیرہ۔ وہابیہ کا یہ کہنا کہ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ نزدیک امام صاحب کے زانی اور مزنیہ پہ حد نہیں آتی۔ اس کا جواب یہ ہے کہ تمام کتب فقہ میں لکھا ہے کہ زانی اور مزنیہ کا اگر زنا کرنا ثابت با گواہاں ہو جائے تو ان پہ حد قائم کی جاوے گی۔ ہاں اگر یہ فعل اجارہ فاسد یا شبہ میں تصور کیا جاوے تو پھر حد ساقط ہو جاوے گی۔ چنانچہ عینی شرح کنز باب وطی الذی یوجب الحد والذی لا یوجب الحد میں حدیث مذکور ہے کہ خلیفہ ثانی نے ایسا فعل کرنے پر ایک مرد اور عورت پر حد ساقط کر دی اور حدیث صحیح اس پر شاہد ہے کہ جو فعل شبہ میں ہوگا اس میں حد ساقط ہو جاوے گی۔ اُدْرَءُ الحُدُوْدَ بالشُّبُهَاتِ اور اس میں بھی مستاجرہ للزنا ہونے کا ایک عارضہ شبہ کا واقعہ ہو چکا ہے۔ اور شبہ تین قسم پر ہوتا ہے اس کی تفصیل کتب فقہ حدیث میں موجود ہے "چھاج تو بولے چھلنی کیوں بولے" افسوس ہے



کہ وہابی عورت رنڈی کے ملنے مزدوری کے جائز تصور کریں اور دادی اور باپ رضاعی کی منکوحہ اور دختر ربیبہ سے نکاح جائز قرار دے کر اولاد پیدا کریں اور کچھ عیب نہ سمجھیں اور ایک قول مرجوح اور ضعیف جو کہ صاحب چلپی نے تحریر کر دیا ہے اس پر اس قدر زور دے کر فقہ حنفیہ پر اعتراض کریں تو مجبوراً کہا پڑتا ہے ع بےحیا باش ہر آنچہ خواہی کن۔

**جواب۲** :۔ قول مذکور ضعیف ہونے کے علاوہ فقہ کا دوسرا قاعدہ بھول گئے کہ حد کا سقوط تعزیر کے لزوم کی نفی نہیں کرتا۔ جہاں حنفیہ سقوط حد کا کہیں وہاں تعزیر کا بھی کہتے ہیں لیکن وہابیہ کو کیا معلوم کہ حد کیا ہوتی ہے اور تعزیر کیا۔

**سوال** :۔ حنفیہ کے نزدیک اگر وطی یعنی جماع چوپایہ یا مردے سے کرے یا مشت زنی کرے یا عورت کی شرمگاہ کے خارج جماع کرے تو ان سب حالتوں میں روزے دار کا روزہ نہیں ٹوٹتا اور نہ غسل لازم آتا ہے جب تک کہ انزال نہ ہو۔ یعنی جب تک کہ منی نہ نکلے۔ (قاضیخان)

**الجواب** :۔ وہابیہ کو لازم ہے کہ پہلے بخاری ومسلم اور اپنے ہم مشرب و مذہب کی کتابوں کا مطالعہ کریں۔

ہم چند حوالے پیش کرتے ہیں جنہیں وہ قرآن کے برابر مانتے ہیں۔

۱۔ بخاری ومسلم جلد اوّل میں لکھا ہے کہ جماع کرنے سے بدوں انزال کے غسل لازم نہیں ہوتا۔ اَلْمَاءُ مِنَ الْمَاءِ اس پر شاہد ہے اور اِذَا جَامَعَ الرَّجُلُ امْرَاتَهٗ فَلَمْ يُمْنِ قَالَ عُثْمَانُ يَتَوَضَّاءُ كَمَا يَتَوَضَّاءُ

لِلصَّلٰوۃِ فَیَغْسِلُ ذَکَرَہٗ (بخاری) یعنی اگر کوئی شخص اپنی عورت
سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو کہا حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ
نے کہ دھو ڈالے ذکر اپنے کو اور وضو کرلے جیسے کہ نماز کے لئے وضو
کرتا ہے۔ الخ۔ اور یہی مذہب ہے امام بخاری و داؤد ظاہری کا بلاغ

۲۔ بلاغ المبین ص۲۲ مولفہ محی الدین نو مسلم کتب فروش لاہوری
اور مولوی وحید الزمان غیر مقلد نے اپنی تصنیف کنز الحقائق صفحہ ۴۸ میں
صاف لکھ دیا ہے کہ جماع خارج شرمگاہ عورت یا دبر کے کرنے سے روزہ
نہیں ٹوٹتا جب تک کہ انزال نہ ہو اصل عبارت اَوْجَامَعَ امْرَاَتَہٗ
فِیْمَا دُوْنَ الْفَرْجِ اَوِالدُّبُرِ وَلَمْ یُنْزِلْ اَوْدَخَلَ الْقَطْرَۃُ اَوْتَطَرَ
فَاِنَّ مِنْ دَمْعِہٖ لَمْ یُفْطِرْ الخ اس عبارت سے صاف ظاہر ہوا کہ
جب عورت و مرد مشتہات کے جماع کرنے فی الفرج اوالدبر بدون انزال
کرنے کے روزہ نہ ٹوٹا تو غیر مشتہات مثل چوپایہ و مردہ وغیرہ کے جماع
کرنے پہ بدون انزال بادلی روزہ آپ کے مذہب حقہ کے نزدیک بھی
نہ ٹوٹے گا۔

۳۔ کتاب روضہ ندیہ ص۱۰۰ مطبوعہ نولکشور میں ہے کہ اگر کوئی شخص
جان بوجھ کر اپنی بی بی سے جماع کرے یا کھائے یا پیئے تو روزہ دار کا
روزہ نہ ٹوٹے گا اور نہ ہی کفارہ لازم آئے گا۔ اصل عبارت قَدْ قِیْلَ
اِنَّ الْکَفَّارَۃَ لَا یَجِبُ عَلٰی مَنْ اَفْطَرَ عَامِدًا بِاَیِّ سَبَبٍ بَلْ بِالْجِمَاعِ
فَقَطْ لٰکِنِ الرَّجُلُ اِنَّمَا جَامَعَ امْرَاَتَہٗ فَلَیْسَ فِی الْجِمَاعِ فِیْ نَہَارِ



رَمَضَانَ الاعانی الْاَکْلِ وَالشُّرْبِ یَکُوْنُ الْجَمِیْعُ حَلَالًا لَمْ یُحَرِّمْ
الْاِفْطَارَ مِنَ الصَّوْمِ وَقَدْ وَقَعَ فِیْ رِوَایَۃٍ مِنَ الْحَدِیْثِ اِنَّ رَجُلًا
اَفْطَرَ وَلَمْ یَذْکُرِ الْجِمَاعَ الخ پس جب کہ آپ کی کتابوں سے ثابت
ہو چکا ہے کہ کھانے پینے جماع جان بوجھ کر کرنے سے کفارہ لازم نہیں ہوتا اور
نہ ہی روزہ دار کا روزہ فاسد ہوتا ہے۔ تو پھر مذہب حنفیہ پر جو کہ عین مطابق
قرآن مجید اور حدیث شریف کے ہے اس پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ اور
مذہب کہ کتب فقہ میں مذکور ہے کہ جو شخص جان بوجھ کر ایسا فعل کرے گا تو وہ
ضرور گنہگار ہوگا اور روزہ اس کا بھی ٹوٹ جائے گا۔

**سوال** :۔ مذہب حنفیہ کے نزدیک اگر وضو کرکے عورت صغیرہ یا مردہ
یا چوپایہ سے صحبت کرے تو جب تک انزال نہ ہو وضو نہیں ٹوٹتا (در مختار)

**الجواب** :۔ وہابیہ نے یہ سوال بھی ناواقفی میں کیا ہے۔ ورنہ یہی مذہب خود
ان کا ہے چنانچہ چند حوالے پڑھیے۔
خُرُوْجُ شَیْءٍ مِنَ السَّبِیْلَیْنِ وَالْقَیْءِ وَالرُّعَافُ وَمَا یُوْجِبُ
الْغُسْلَ وَالنَّوْمِ وَمَسِّ الذَّکَرِ وَالْفَرْجِ وَاَکْلِ لَحْمِ الْاِبِلِ
وَالْاِغْمَاءِ وَالْغَشْیِ وَالْجُنُوْنِ وَالسُّکْرِ وَمُبَاشَرَۃٍ فَاحِشَۃٍ
وَخُرُوْجِ دَمٍ اَوْ دُوْدَۃٍ مِنْ غَیْرِ السَّبِیْلَیْنِ وَتَقْبِیْلِ وَمَسِّ
النِّسَاءِ الخ (کنز الحقائق مصنف مولوی وحید الزماں غیر مقلد ص۱۲)
ان امور سے نہ وضو ٹوٹتا ہے۔ اور نہ ہی غسل لازم آتا ہے۔ تو پھر
اہل مذہب پر کیا اعتراض ہو سکتا ہے۔ اور ہم نے پہلے بھی لکھ آئے ہیں

محمد اسماعیل بخاری تحریر کر چکے ہیں کہ بدون انزال مشتہات مرد اور عورت پر بدون انزال غسل لازم نہیں آتا۔ تو غیر مشتہاب جو صغیرہ اور چار پایہ اور مردہ ہے۔ اسے وطی کرنے پر بدون انزال کب غسل لازم آئے گا۔ اس کا جواب وہابیوں پر قرض ہے۔

سوال:۔ حنفیہ کے نزدیک کتے کا گوشت یا چمڑا قبل از دباغت جو کہ بسم اللہ کہہ کر ذبح کیا گیا ہو ساتھ لے کر نماز پڑھنا جائز ہے (منیۃ المصلی)

الجواب:۔ کتب فقہ حنفیہ میں اس کے خلاف لکھا ہے۔ چنانچہ فقہ اکبر میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ الباری نے تحریر فرمایا ہے۔ کہ اگر حرام جانور پر بسم اللہ پڑھی جائے تو کفر لازم ہوگا۔ دراصل بات یہ ہے۔ کہ اگر جانور نجس العین نہ ہو جیسے گیدڑ، بلی وغیرہ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔ اگر ان کو کسی نے بسم اللہ پڑھ کر ذبح کر دیا تو ان کا چمڑا خشک ہونے سے پاک ہو جائے گا۔ اور اگر کسی کے پاس کوئی کپڑا ستر ڈھانکنے کے لئے نہ ہو اور اس نے ایسی حالت اضطراری میں اس چمڑا سے نماز ادا کر لی تو جائز ہوگی اور حالت اختیاری میں کسی حنفی نے اس کو جائز نہیں لکھا۔ اور گوشت کو بھی اسی پر قیاس کریں۔ اور کتے کی نسبت تو علمائے دین کا نہایت درجہ کا اختلاف ہے۔ بعض نے اس کو نجس العین قرار دیا ہے۔ اور بعض نے کہا ہے کہ نجس العین نہیں ہے۔ اور فتوات اسی پر ہے۔ کیونکہ اس کا شکار پکڑا ہوا کھانا شارع علیہ السلام نے جائز قرار دیا ہے۔ اور علاوہ اس کے یہ روایت مرجوح ہے قابل عمل نہیں۔ اور یہ بھی کتب حنفیہ میں لکھا ہے۔ کہ قدر درہم سے زیادہ نجاست کپڑے پر لگی ہو یا کوئی اور مردہ



جانور نماز میں ہو تو نماز اس کی فاسد ہو جائے گی پھر جائیکہ گوشت مردود چمڑا خنزیر ہو۔ (صلوٰۃ مسعودی و فتاویٰ سے کتب معتبر حنفیہ گھر کی گواہی)

بلکہ یہ صرف خود وہابیوں کا ہے چنانچہ چند حوالے ملاحظہ ہوں۔

ایما اھاب دبغ فقد طھرَ وَ شعر الانسان وَالمیۃ والا الخنزیر طاھر وکذا عظمھا وعصبھا الخ (کنز الحقائق صہ۱۳)

شرح فقہ الحدیث روضہ ندیہ کے صہ۱۲ پر لکھا ہے کہ کافر کا ذبح کیا ہوا گوشت کھانا درست ہے۔ لعدم نجاست ذوات المشرکین کما فی اکل ذبائحھم واطعمھم اور عرف الجادی صہ۱۱ میں ہے۔ ذبائح اھل الکتاب و دیگر تردد وجود ذبح بر بسملہ یا نزد اکل آں حلال است وحرام و بعض نیست یعنی مشرک کافر کی مذبوحہ اگر تسمیہ سے ہے تو حلال ہے۔ اگر کافر تسمیہ کے بغیر ذبح کرے تو اس گوشت کو تسمیہ بسملہ پڑھ کر مسلمان کھائے تو حلال ہے اور صاحب نہج مقبول شرائع الرسول نے صہ۲ میں اس کے جواز پر حدیث بخاری کی نقل کر دی ہے۔ کہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے دریافت کیا کہ یا حضرت نو مسلم لوگ گوشت لاتے ہیں۔ اور معلوم نہیں کہ ذبح اللہ کا نام لیتے ہیں یا کہ نہیں۔ اور یہ گوشت کھائیں یا نہیں۔ تو فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہ تم اس پر خدا کا نام لے کر کھا لیا کرو کہ آنصاحبان کی کتابوں میں خنزیر اور اس کے اجزاء وغیرہ اور جانور مردار پاک ہیں۔ اور ذبیح مشرکین وغیرہ کی جو کہ بدون تسمیہ کے ہو حلال طیب ہے تو فقہ حنفیہ پر اعتراض کرنا کیا معنی رکھتا ہے۔ جواب دیں۔ فقط۔

سوال: امام ابو یوسف کے نزدیک سؤر کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔ نیز بیع و شراء اس کی جائز ہے۔

الجواب: یہی مذہب درحقیقت وہابیوں کا ہے۔ چنانچہ ان کی معتبر کتابوں کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

فقہاء الحدیث مطبع صدیقی ص۶۱۵ و روضہ ندیہ ص۸، ۹، ۱۰ و فتاوٰی ۳ مولوی عبدالغفور شاگرد مولوی نذیر حسین صاحب جو ۱۲۹۸ھ مطبع حنفی میں شائع ہوا تھا میں لکھا ہے کہ سور کی چربی کھانی درست ہے۔ صرف سؤر کا گوشت پلید ہے۔ اور اجزاء اس کے پاک ہیں۔ اور خون جاری تمام جانوروں کا پاک ہے اور منی آدمی کی اور کل حیوانات یعنی سؤر، کتے، بندر، ریچھ، بھیڑیے کی پاک ہے اور شراب اور گوشت مردار بھی پاک ہے۔ اور لڑکے شیر خوار کا پیشاب پاک ہے اور مردار کتے وغیرہ کے گوشت کو کپڑے میں باندھ کر اور اس کو بغل میں دبا کر نماز پڑھ لینی جائز ہے۔ ان سب کا ثبوت کتاب روضہ ندیہ کے صفحہ مذکورہ پر مسطور ہے۔ اور فقہ الحدیث کے ص۳۲ میں لکھا ہے کہ اصل ہر چیز میں حلت ہے اور جن چیزوں کو خداوند کریم اور رسول علیہ الصلوۃ والسلام نے صاف لفظوں میں حرام نہ کہا ہو وہ حرام نہیں ہو سکتی لہذا چربی و اجزائے خنزیر اور دودھ اس کے کی حرمت کہیں نہیں پائی جاتی لہذا وہ سب اشیاء ان کے نزدیک پاک ہوئیں۔ اور مولوی وحید الزماں نے اپنی کتاب خیر الخلائق ص۱۳ میں لکھا ہے۔

ایما اھاب دبغ فقد طھر و شعر الانسان والمیتۃ والخنزیر طاھرۃ وکذا اعظمھا۔



جب وہابیہ کے نزدیک بھی خنزیر وغیرہ دباغت سے پاک ہوا تو پھر امام ابو یوسف کے قول پر کیوں اعتراض کر دیا۔ حالانکہ کتب فقہ حنفیہ میں صاف لکھا ہے کہ خنزیر کا چمڑا دباغت سے ہرگز پاک نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ہی اس کے اجزاء پاک ہیں۔ اور نہ ہی بیع و شراء درست ہے۔ چنانچہ کنز الدقائق و شرح وقایہ وغیرہ وغیرہ کتب معتبرہ میں لکھا ہے۔

لَمْ یَجُزْ بَیْعُ الْمَیْتَۃِ وَالدَّمِ وَالْخِنْزِیْرِ وَشَعْرِ الْخِنْزِیْرِ لِاَنَّہٗ نَجِسُ الْعَیْنِ الخ اور صغیری میں لکھا ہے کہ امام ابو یوسف رحمۃ اللہ علیہ کا وہ قول غیر صحیح ہے۔ اس پر کسی کا فتوٰی نہیں۔

وَالْاِنْتِفَاعُ بِہٖ وَالصَّلٰوۃُ فِیْہِ وَھُوَ غَیْرُ صَحِیْحٍ۔ اور ہدایہ جلد چہارم باب بیع الفاسد میں بایں طور لکھا ہے۔

وَلَا یَجُوْزُ بَیْعُ شَعْرِ الْخِنْزِیْرِ لِاَنَّہٗ نَجِسُ الْعَیْنِ فَلَا یَجُوْزُ بَیْعُہٗ اِھَانَۃً لَّہٗ۔ پس ان عبارات حنفیہ سے صاف صاف ظاہر ہوا کہ خنزیر کے بالوں وغیرہ اجزاء کی بیع و شراء ہرگز ہرگز درست نہیں۔ ناظرین غور فرمائیں کہ اپنا گندا مذہب احناف کے نام تھوپ دیا اگرچہ امام ابو یوسف کا قول ہے لیکن احناف کے نزدیک قابل عمل ہے۔ جیسا کہ فقہ میں مفصل لکھا ہے۔

سوال: حنفیوں کے نزدیک سؤر کے بال سے سینے کے لئے نفع اٹھانا درست ہے اور امام محمد کے نزدیک سؤر کے بال پاک ہیں۔ (غایۃ الاوطار)

الجواب: تمام کتب فقہ معتبرہ حنفیہ میں لکھا ہے۔ کہ بیع و شراء تمام

اجزار خنزیر حرام اور اس کے بالوں سے نفع اٹھانا سخت منع ہے اور ان کے
پانی میں گرنے سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔ چنانچہ کنز و شرح وقایہ و ہدایہ و قاضی
خاں و فتاوے جامع الفوائد وغیرہ میں مذکور ہے۔ اور کتاب غایۃ الاوطار جس کا
سوال میں حوالہ دیا ہے اس میں تو یوں لکھا ہے۔ کہ بیع و شرار سور کی اور اس کے
بالوں کی ہرگز ہرگز جائز نہیں۔ اور اس کے بالوں سے پانی نجس ہو جاتا ہے۔ اور
بوقت اشد ضرورت اس کے بالوں سے بھی نفع اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ اور یہ
مذہب فقہ حنفیہ کا صحیح اور درست ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور امام طوطاوی
نے ذکر کیا ہے کہ بوقت ضرورت یعنی موزہ ٹانکنے کے لئے بال خرید کرے اور اس سے
موزہ ٹانکے تو بھی جائز نہیں اور نہ ہی کسی علمائے دین نے کبھی ایسا موزہ پہنا
ہے۔ اور نہ ہی ہم پہنتے ہیں۔ اور نہ ہمیں کچھ ضرورت ہے۔ الخ۔

وہ جو سوال میں امام محمد کے نزدیک لکھا ہے۔ کہ خنزیر کے بال پاک ہیں اور
ان کی بیع و شرار درست ہے۔ حیف وہ قول غیر معتبر اور ناقابل عمل ہے۔ اور
ایسے اقوال "فی سبیل اللہ فساد" کا خوگر ہی پیش کر سکتا ہے۔ ورنہ شریعت
اسلامی میں اس کا ہرگز جواز نہیں ہے۔

**سوال:** حنفیہ کے نزدیک اگر کسی کو نکسیر چھوٹ جاوے تو سورۂ فاتحہ خون
سے ماتھے پر لکھے برائے طلب شفار کو جائز ہے۔ اور سورۂ فاتحہ پیشاب سے بھی
لکھی جائے تو جائز ہے۔ اگر معلوم ہو کہ اس میں شفا ہے (کتاب شامی)

**الجواب:** یہ مذہب بھی خود غیر مقلدین کا اپنا ہے۔

چند حوالہ جات اور ان کے معتبر اور مستند مولویوں کے اقوال حاضر ہیں۔



مولوی عبدالجبار و مولوی احمد اللہ امرتسری و غلام علی اور پارٹی لاہوری
رسالہ قرآنی اوراق صد پر لکھتے ہیں کہ کسی عذر سے قرآن مجید کو قاذورات میں
ڈال دینا کفر نہیں رخصت ہے۔ اور کوئی اور چیز نہ ہو تو قرآن شریف کو پاؤں
کے نیچے رکھ کر اونچے مکان سے کھانا اتار لینا درست ہے۔ اور بوقت حاجت قرآن
شریف کو کسی کے نیچے ڈال لینا روا ہے۔ یہ مسائل وہابیوں غیر مقلدوں کے ہیں اور
الحمد للہ ہم حنفی ان کو مردود تصور کرتے ہیں اور وہابیوں نے جو قاضی خاں وغیرہ
صاحب فتاوی سے بعض مجوزین کا قول نقل کیا ہے کہ

والذی رعف فلا یرقا دمہ فاراد ان یکتب بدمہ علی جبہتہ
شیئا من القرآن قال ابو بکر اسکاف یجوز قیل لو کتب بالبول قال
لو کان فیہ شفاء لا باس فیہ قال لو کتب علی میتۃ قال ان
کان فیہ شفاء جاز الخ

اس کا جواب خود مجوزین نے یہ دیا ہے کہ

لان الحرمۃ ساقطۃ عند الاستشفاء کالخمر والمیتۃ
للعطشان والجائع یعنی حرمت ضرورت شفاء کے لئے دور ہو جاتی ہے جیسے
پیاسے و بھوکے کے لئے شراب و مردار مباح ہو جاتا ہے چنانچہ قرآن مجید میں ہے
اِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَا
اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللّٰهِ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَلَآ اِثْمَ
عَلَيْهِ اور قولہ تعالیٰ مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ
اُكْرِهَ وَقَلْبُهٗ مُطْمَئِنٌّ والاجماع علی جواز کلمۃ الکفر عند

الکداہ تغیر جامع البیان اور غایۃ الاوطار صـ۱۰۷ میں کہا ہے کہ جب خون آدمی کی ناک سے رواں ہو اور بند نہ ہو اور یہاں تک کہ اس کے مرجانے کا خوف ہو اور تجربہ اور امتحان سے یہ بات معلوم ہو کہ فاتحہ الکتاب یا سورہ اخلاص اس خون سے اس کے ماتھے پر لکھنے سے خون بند ہو جائے گا تو ایک قول میں رخصت نہیں اور دوسرے قول میں رخصت ہے جیسے شراب خمر کی رخصت ہے پیاسے کو مردار کھانے کی نہایت بھوک میں ۔

مجوزین نے خون خرگوش یا مرغی یا بول دان جانوروں کا جن کا گوشت کھایا جاتا ہے ) اگر ان سے باشرائط مسطورہ بطور حروف تہجی سورۃ فاتحہ یا اخلاص کو بیمار عند الموت کے سینے پر لکھی جاوے تو کیا حرج ہے ( اور اکثر تعویذ کو لکھنے والے ان چیزوں سے بھی لکھتے ہیں ) چنانچہ کتب عملیات و تعویذات اس پر شاہد ہیں ( اور اس جگہ خون و پیشاب آدمی و کتے و خنزیر کا مراد نہیں جیسا کہ معترضین نے سمجھ رکھا ہے کیوں کہ اس پر کسی مسلمان آدمی کا حوصلہ نہیں پڑ سکتا ۔ ہاں اگر پڑ سکتا ہے تو فرقہ وہابیہ کا ۔ جیسا کہ اوپر گزار ہے ۔

دیگر حوالہ جات ان کی کتاب عرف الجادی شرح روضہ ندیہ صـ۱۰۹ میں لکھا ہے کہ بول سؤر و کتے و بندر و ریچھ و طفل شیر خوار وغیرہ کا پاک ہے ۔ اور بے وضو قرآن مجید کو ہاتھ لگانا درست ہے ۔

چنانچہ عرف الجادی مولفہ ابن نواب صاحب اور مولوی محی الدین لاہوری کتب فروش کتاب بلاغ المبین میں لکھا ہے کہ فرمایا حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

لا باس ببول ما یوکل لحمہ یعنی جن جانوروں کا گوشت کھایا جاتا

ہے ان کا پیشاب پینے سے کوئی حرج نہیں ۔ حالانکہ ہمارے حنفی مذہب میں بکری اور اونٹ کا پیشاب پینا بھی منع ہے ۔ اور یہ کہنا ان کا حنفی مذہب میں یہ قرآن مجید کی کوئی عزت نہیں ۔ افسوس ہے وہابیوں پر کہ حنفی مذہب میں تو لکھا ہے کہ قرآن مجید و کتب و حدیث و فقہ کو بلا وضو ہاتھ نہیں لگانا چاہیے ۔ اور قرآن مجید و تمام کتب حدیث و فقہ کے اوپر رکھنا چاہیے ۔ اور بے ادبی کرنا یا بے ادب ہونا وہابیوں کا کام ہے جیسا کہ ہم نے ان کی کتابوں سے دکھایا ۔

سوال :۔ حنفیہ کے نزدیک کتے و چیتے و بلی و دیگر درندوں کی خرید و فروخت جائز ہے ۔ شکاری ہو یا غیر شکاری سب برابر ہیں ( ہدایہ )

الجواب :۔ اصول فقہ حنفیہ کا اصل مسئلہ یہ ہے کہ جن جانوروں اور درندوں سے نفع اٹھانا درست ہے ان کی بیع و شراء بھی درست ہے ۔ اور کتے سے شکار کرنا اور اس کا پکڑا ہوا کھانا شارع علیہ السلام نے حلال فرمایا ہے ۔ اور جو شخص کسی کے کتے کو قتل کر ڈالے تو اس پر شریعت نے تاوان مقرر فرمایا ہے ۔ چنانچہ طحاوی میں حدیث ابن عمرو بن عاص سے مروی ہے کہ آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ایک شکاری کے کتے کے قاتل پر چالیس درہم کا حکم لگایا اور کھیت کے کتے پر ایک بکری کا ۔ اور ترمذی میں ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ

نہی عن ثمن الکلب الا کلب صید اور کنز کے حاشیہ پر حدیث مذکور ہے کہ

عن عبد اللہ بن عمرو بن العاص انہ علیہ الصلوۃ والسلام قضی فی کلب بار بعین درھما ولم یخصص نوعا من انواع الکلب

یعنی آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ایک کتے میں چالیس درہم کا اور انہیں خاص
کیا۔ ایک قسم کے کتوں سے اور نور الہدایہ صـ٣٢ میں مولوی وحید الزماں نے مسند امام
اعظم رحمۃ اللہ علیہ سے حدیث نقل کی ہے کہ رخصت دی تھی نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام
نے قیمت میں کتے شکاری کی اور یہ سند جید ہے۔ اور جن حدیثوں میں کتے کی قیمت
کی حرمت ظاہر ہوتی ہے۔ وہ سب کی سب منسوخ ہیں۔ چنانچہ شرح مسلم
صـ٢٠ میں ہے کہ

امر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقتل الکلاب
ثم قال ما بالھم وبال الکلاب ثم رخص فی کلب الصید
وکلب الغنم۔

یعنی آپ نے پہلے کتوں کے مار ڈالنے کا حکم دیا۔ پھر رخصت فرمائی
کہ شکاری کتے کی اور بکریوں کے گلہ کے کتے کی اور بلی کی بیع جمہور علماء
کے نزدیک درست ہے۔ اور جن حدیثوں سے اس کی نہی معلوم ہوتی ہے
وہ نہی تنزیہ پر محمول ہے چنانچہ شرح مسلم میں ہے

اما النھی عن ثمن السنور فھو محمول علی انہ
لا ینتفع او علی انہ نھی تنزیہ۔ اور اس کے آگے لکھتے ہیں

وبا عد صح البیع وکان ثمنہ حلالاً ھذا مذ
ھبنا ومذھب العلماء کافۃ۔

ان دلائل سے ثابت ہوا کہ کتے بلی وغیرہ درندوں کی بیع سوائے
سؤر کے جائز ہے۔ اور خود وہابیہ کے ہم مشرب مولوی وحید الزماں نے اپنی



کتاب کنز الحقائق کے صـ١٢٣ میں لکھا ہے کہ

واختلفوا فی بیع الکلب والاصح جوازہ۔ اور علامہ
عینی نے شرح بخاری صـ٢٨ میں لکھا ہے کہ کتے دیوانہ کی بیع جائز نہیں اور
جن کتوں سے نفع لیا جاتا ہے ان کی بیع وخرید درست ہے اور حدیثوں
میں ہے کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اجرت حجام ومہر زانیہ وثمن کلب
کو حرام فرمایا۔ حالانکہ آپ نے خود حجام سے پچھنے لگوائے اور اس کو اجرت دی
اگر حرام ہوتی تو اس کو کبھی اجرت نہ دیتے۔

سوال: حنفیہ کے نزدیک دبر میں وطی کرنے سے حد نہیں آتی (عینی
شرح ہدایہ)

الجواب: حد اصطلاح فقہ وحدیث میں یہ ہے کہ جرم کی سزا قرآن و
حدیث کے صریح الفاظ سے مذکور ہو۔ اگر مقرر نہ ہو تو اسے تعزیر کہا جاتا
ہے جہاں یہ کہا جائے کہ فلاں سزا کی حد نہیں تو اس کا یہی معنی ہوگا
جو مذکور ہوا۔ چونکہ تعزیر کی سزا مقرر نہیں ہوتی اسی لئے اختلاف ہو جاتا
ہے جیسا کہ اس مسئلہ میں بھی صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کا بہت بڑا
اختلاف ہے اور اہل علم پر پوشیدہ نہیں کہ بعض کے نزدیک اس فعل کے
مرتکب یعنی فاعل ومفعول کو قتل کر دینے کا حکم ظاہر ہوتا ہے اور بعض کے
نزدیک ان کو جلا دینا اور بعض کے نزدیک ان کو اونچے محل سے گرا کر فنا کر
دینا ظاہر ہوتا ہے۔ غرضیکہ اس فعل ملعونہ کے مرتکبین پر حد کسی روایت صحیحہ
سے ظاہر نہیں ہوتی اور اس لئے اکثر علمائے احناف نے اس پر تعزیر کا حکم

لگا دیا ہے جو کہ حاکم وقت کی رائے پر ہوگا۔ اور علمائے احناف کی اس مسئلہ
میں حدیث یہ ہے

وہو ہذا عن ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما لیس علی من
اتی البہیمۃ حد اخرجہ ابوداود والترمذی والنسائی واحمد
والحاکم وقال الترمذی ہذا اصح من الاول۔

ترجمہ:۔ یعنی ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے ہے کہ نہیں ہے اس
پر حد جو وطی کرے جانور سے اور یہ اصح امر ہے اول امور سے۔ اور امام
صاحب نے اس عمل قوم لوط کی کو حکم وطی کا لگایا ہے۔ نہ زنا کا۔ اور امام
شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کو حکم زنا کا لگایا ہے۔ اور علاوہ اس کے مولوی
وحید الزمان وہابیہ کا سرگروہ ہے اس نے بھی اس گناہ کبیرہ پر تعزیر کا
حکم دیا ہے۔ ہاں اگر کوئی غیر مقلد اس بارہ میں بلا اختلاف کسی کتاب سے
حد کا حکم دکھا دے تو بے دریغ مان لیں گے۔ لیکن اس حدیث کو مد نظر رکھ
لیں جو کہ امام بخاری نے وہابیہ کی سہولیت کے لئے درج کر دی جاتی ہے۔

حدثنی ایوب عن نافع عن ابن عمر فأتوا حرثکم انی
شئتم قال یاتیہا فی بحذف المجرور وہو الظرف ای فی الدبر
اقسطلانی رواہ محمد ابن یحیی بن سعید عن ابیہ عن عبید اللہ
عن نافع عن ابن عمر۔ باب قولہ تعالیٰ نساءکم حرث
لکم۔ بخاری مطبوعہ احمد صہ ۶۴۹ ب

معترضین خیال فرمائیں کہ امام بخاری نے تو اس فعل یعنی دبر زنی



کو اپنے زور و شور و نص صریح سے جائز قرار دے رہا ہے۔ اب معترضین
کو چاہیے کہ چلو میں پانی ڈال کر از روئے شرمندگی ڈوب مریں اور مذہب
حقہ احناف پر جس میں کروڑہا اولیائے عظام پیدا ہوئے ہیں۔ ان پر کبھی
اعتراض نہ کریں۔

سوال:۔ حنفی مذہب کا مسئلہ ہے کہ مرد عورت سے اس قدر کی مسافت
ہو کہ ان کے درمیان ایک برس کی مسافت کا رستہ ہو۔ اور اس کی عورت
بعد نکاح ۶ مہینے گذرتے ہوئے بچہ جنے تو یہ بچہ اس کے خاوند کا کہلائے گا کہ
شاید اس نے اپنی کرامت سے ہمبستری کی ہو یا اس کے جنات تابع ہوں گے
یا کسی وجہ سے وطی کر لی ہوگی (غایۃ الاوطار صہ ۱۴۱)

الجواب:۔ وہابی اگر کرامت ولی اللہ وعلم تسخیر دیگر ربانی علوم سے انکار
کریں تو اس کا علاج ہمارے ہاں نہیں۔ حالانکہ اس کا ثبوت قرآن مجید
سے ہے۔ اور یہاں یہی مقصود ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص نکاح
کرتے ہی سفر بعید میں چلا گیا اور بعد ۶ ماہ گزرنے نکاح کے اس کی زوجہ
نے بچہ جنا تو وہ بچہ اس مرد کا کہلائے گا کیونکہ عقد صحیح ہو چکا ہے اور بحکم
الولد للفراش جو باعتبار کرامت یا استخدام جنات یا کسی اور وجہ سے ہوئی
ہے اور جو وہابیہ نے بطور ہنسی کے کہہ دیا ہے کہ مذہب اہل حنیفہ کرامت و
جنات کے ذریعہ سے بھی سفر طے کر لیتے ہیں۔ اور اولاد پیدا کر سکتے ہیں ہاں
بے شک آئمہ اربعہ کے مقلدوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے ظاہری و باطنی
و کمالات عقیدہ و دیگر انعامات عطا فرمائے ہیں۔ جیسا کہ حضرت سیدنا شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے قصیدہ میں فرمایا ہے کہ اگر کوئی مرید
میرا مشرق میں مجھے کسی حاجت کے لئے طلب کرے اور میں مغرب میں ہوں
تو اس کی جگہ بھی اس کو مدد دوں گا۔ فقیر قادری اویسی نے آزمایا ہے تم
بھی آزماؤ۔ غوث پاک نے خود فرمایا کہ ؎

وَمُرِیْدِیْ اِذَا دَعَانِیْ بِشَرْقٍ   اَوْ بِغَرْبٍ اَوْ نَازِلٍ بِحُزُوْمٍ
اُغِثْهُ لَوْ کَانَ فَوْقَ هَوَاءٍ   اَنَا سَیْفُ الْقَضَاءِ بِکُلِّ خِصَامٍ
اَنَا فِی الْحَشْرِ شَافِعٌ لِمُرِیْدِیْ   عِنْدَ رَبِّیْ فَلَا یُرَدُّ بِکَلَامٍ

ترجمہ :۔ میرا مرید جب مجھے مشرق یا مغرب یا پہاڑوں میں پکارے تو میں
اس کی مدد کروں گا اگرچہ وہ ہوا کے اوپر ہو۔ میں ہر دشمن کے لئے قضا و
قدر کی تلوار ہوں اور قیامت میں میں اپنے مرید کی شفاعت کروں گا۔ میرے
رب کے ہاں میری بات ٹھکرائی نہیں جائے گی۔ اور قرآن مجید بھی اس کا شاہد
موجود ہے۔

وَ قولہٗ ذا اَیُّکُمْ یَاْتِیْنِیْ بِعَرْشِهَا قَبْلَ اَنْ یَّاْتُوْنِیْ مُسْلِمِیْنَ ۝
قَالَ عِفْرِیْتٌ مِّنَ الْجِنِّ اَنَا اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ تَقُوْمَ مِنْ مَّقَامِكَ وَ اِنِّیْ
عَلَیْهِ لَقَوِیٌّ اَمِیْنٌ ۝ قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ اَنَا
اٰتِیْكَ بِهٖ قَبْلَ اَنْ یَّرْتَدَّ اِلَیْكَ طَرْفُكَ فَلَمَّا رَاٰهُ مُسْتَقِرًّا
عِنْدَهٗ قَالَ هٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّیْ ۔

یعنی حضرت سلیمان علیہ السّلام نے کہا کہ کوئی تم سے ایسا بھی ہے کہ
قبل اس کے یہ لوگ مطیع ہو کر ہمارے حضور میں حاضر ہوں ملکہ کے تخت کو



[illegible] حاضر کرے۔ اس پر جنات کی قسم میں سے ایک دیو بول
[illegible] دربار برخاست کرنے سے پہلے میں تخت کو حضور میں لاکر حاضر
[illegible] اور میں اس امر کی طاقت رکھتا ہوں اور امانت دار بھی ہوں۔ اور
ایک شخص جس کو علم کتاب تھا بول اٹھا کہ آپ کی آنکھ جھپکنے سے پہلے تخت لاکر
[illegible] خدمت میں حاضر کرتا ہوں۔ تو جب حضرت سلیمان علیہ السّلام نے
[illegible] اپنے پاس اس وقت موجود پایا تو بول اٹھے کہ یہ بھی میرے پروردگار
کا احسان ہے [illegible] اور نبی علیہ الصّلوٰۃ والسّلام کا معراج شریف جسمی عرش
[illegible] ہونا اور حضرت امیرالمؤمنین کا ساریہ کے ساتھ چھ ماہ کے فاصلے پر
[illegible] منورہ میں ہمکلام ہونا اور حوران جنت کا بول چال زمین
[illegible] سننا اور ان پر طعن کرنا۔ ان تمام دلائل قاطعہ سے معلوم ہوا
[illegible] کو اللہ تعالےٰ نے طاقت طے الارض وغیرہ کی عطا کر دی ہے اس
[illegible] خوارج کو تھا یا اب وہابیوں کو۔ اسی کرامت پر محمول کرکے بچے
[illegible] کو حرام اور عورت کو زنا کی تہمت سے بچایا جاتا ہے۔

سوال :۔ حنفیہ کے نزدیک مالک کو غلام سے سود لینا جائز ہے۔ اور ایسا
[illegible] الحرب میں حنفیہ کے نزدیک کفاروں سے سود لینا جائز ہے (ہدایہ جلد ۳)
الجواب :۔ سود درحقیقت وہ ہوتا ہے کہ دینے والے کا مال الگ ہو
[illegible] کا الگ اور دینے والے کو ضرر پہنچے اور لینے والے کو فائدہ ہو
[illegible] اس صورت میں جب کہ غلام مع اپنے مال کے ملک مولے ہے تو اس صورت
[illegible] دونوں کے مال الگ نہ ہوئے اور نہ ہی دینے والے کو ضرر ہے اور

نہ ہی لینے والے کو فائدہ ہے۔ کیونکہ وہ اپنی ملوکہ چیز لے رہا ہے اور دینے والا
اس کی چیز کو دے رہا ہے نہ اپنی چیز کہ اس کو مضر ہے۔ ہاں اس میں شکل و
صورت تو ربوٰا کی ہے نہ ربوٰا حقیقۃً پس جب کہ حقیقۃً ربوٰا نہیں تو پھر
ربوٰا کس طرح ہوگا۔ کیونکہ مدار حلت و حرمت کا حقیقت پر ہوتا ہے نہ صورت
پر۔ ہاں اگر غلام ماذون مدیون ہو تو اس صورت میں غلام الگ ہو جاتا ہے
کیونکہ حق قرض خواہ اس کے ساتھ متعلق ہو جاتا ہے۔ اور مولیٰ کا حق اس سے
قطع ہو جاتا ہے۔ تو اس صورت میں مالک اور غلام کے مابین ربوٰا بھی حرام
ہے۔ کیونکہ یہ حقیقۃً ربوٰا ہے۔ نہ صرف شکل ربوٰا کی۔ اور دار الحرب میں کفار
سے سود لینا جائز ہے۔ کیونکہ فرمایا نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام نے:

لا ربوا بین المسلم والحربی فی دار الحرب۔ روایت
کیا اس کو مکحول شامی نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام سے اور مکحول اصحابی ہیں حدیث
مرسل ہوئی۔ اور مکحول ثقہ کی روایت مقبول ہے۔

**سوال:۔** حنفیہ کے نزدیک کتے کو بغل میں دبا کر نماز پڑھنا درست ہے
(درمختار)

**الجواب:۔** یہ مسئلہ بھی ایک قاعدہ پر مبنی ہے۔ جو کہ غایۃ الاوطار میں
لکھا ہے۔ کہ اگر کسی شکاری نے نماز میں ایسا فعل کیا تو اس کی نماز درست ہو
گی یا نہیں۔ تو اس کا جواب صاحب درمختار نے یوں تحریر کیا ہے۔ "نہ فاسد
ہوگی نماز اس کی یہ اس واسطے ہے کہ اس کا ظاہر ناپاک نہیں ہے۔ اور باطن
کی نجاست نماز کی مانع نہیں۔ اور امام شمس الہادی نے کہا ہے کہ کتے کا منہ



بند کر لینا چاہیے۔ تاکہ کتے کا لعاب مصلے کے بدن پر اور کپڑوں کو نہ لگے۔ یہ
اس لیے ہے کہ ظاہر جانور کا پاک ہوتا ہے نجس نہیں ہوتا۔ اور اس کے باطن
کی نجاست اس کے معدہ میں قائم ہے تو اس کا حکم ظاہر نہیں ہوتا۔ جیسے باطن
مصلی کی نجاست" الخ اس قاعدہ سے فرمائیے کہ اس میں کسی حدیث کی مخالفت
پائی جاتی ہے۔ حالانکہ بخاری میں لکھا ہے کہ مردار حالت نماز مسجد بیت اللہ
میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسّلام پر ڈالے جاتے تھے اور کپڑوں پر خون و غلاظت
وغیرہ لگ جاتی تھی۔ تو آپ نماز انہی کپڑوں سے پڑھتے رہتے۔ اور بخاری شریف
جلد اوّل پارہ ۵ باب اذا شرب الکلب فی الاناء میں لکھا ہے کہ مسجد نبوی میں
ہمیشہ کتے آمد و رفت رکھتے تھے تو اصحاب نبی علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے کسی جگہ
پانی نہیں چھڑکتے تھے اور حدیث کے الفاظ یہ ہیں۔

قَالَ كَانَتِ الْكِلَابُ تُقْبِلُ وَتُدْبِرُ فِي الْمَسْجِدِ فِي
زَمَانِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَلَمْ يَكُوْنُوْا يَرُشُّوْنَ
شَيْئًا مِنْ ذٰلِكَ الخ پس امام بخاری نے اس سے اجتہاد کیا ہے۔ کہ پیشاب
کتے کا پاک ہے۔ چنانچہ علامہ عینی نے اس کی شرح میں لکھا ہے۔

احتج به البخاری علی طهارة بول الکلب۔ یعنی حجت
پکڑی بخاری نے اس حدیث سے اور پاک ہونے پیشاب کتے کے اور مترجم
بخاری نصر الباری کے حاشیہ صفحہ ۲ پر لکھا ہے کہ خنزیر و کتے کا جوٹھا پاک
ہے۔ اور اس کے متن میں لکھا ہے۔ کہ وضو بھی درست ہے۔

**یک نشد دو شد:۔** غیر مقلدین بیٹھے تھے احناف کے کیڑے نکالنے

لیکن نکل آئے اپنے بد بو دار کپڑے، احناف نے نہ صرف کتے کو بغل میں
دبانے کی بات کی اور وہ بھی بحیثیت فتوٰی کہ اگر کسی بے وقوف نے ایسا کیا ہے
تو اس کی نماز ضائع نہ ہوگی اور رہا یوں نے بہادری کر کے کتے کا پیشاب
پاک اور مترجم بخاری نے دو قدم آگے بڑھ کر فرمادیا کہ خنزیر و کتے کا پیا ہوا
پانی پاک ہے اور ایسا پاک کہ اس سے وضو کر کے نماز پڑھنا بھی جائز۔

## فقط

اختصار کے پیش نظر چند مسائل وعقائد اور ان کے
معمولی سوالات وجوابات پر اکتفا کیا جاتا ہے۔ اگر کسی نے
وہابیوں غیر مقلدوں کے مذہب کو مکمل طور پر سمجھنا
ہو تو فقیر کی کتاب (وہابی شتر بے مہار) کا مطالعہ کریں

هذا آخر مارقمه قلم الفقیر القادری
محمد فیض احمد اویسی رضوی غفرلہ۔ بہاولپور
(پاکستان)

۲۲ شعبان المعظم ۱۴۰۵ھ بروز جمعۃ المبارک
تمت ابا الخیر